كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ

(القرآن)

الطَّرِيْقُ

ترجمہ قرآن سیکھنے کیلئے
بنیادی اسباق

صرف احمدی احباب کے لیے

"ہر احمدی کو اپنی صلاحیت کی حد تک، ترجمے کے واسطے سے نہیں، بلکہ براہ راست عربی متن کو سمجھنا چاہیئے۔" (سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

یہ کتاب سیدنا خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر عمل کے لئے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ وماتوفیقی الا باللہ

(حافظ برہان محمد خان)

فہرست مضامین

تعارف

اَلطَّرِیْقُ اِلٰی تَدَبُّرِ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد، الاستاد الحافظ ابو لوذع کی قابل قدر تالیف ہے۔ خاکسار نے سرعت کے ساتھ اسکا مطالعہ کیا ہے اور اسے مفید پایا ہے۔ اس میں عربی قواعد کو ہلکے پھلکے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ قواعد کی وضاحت میں زیادہ تر مثالیں قرآن کریم ہی سے لی گئی ہیں۔ خاکسار کے نزدیک قرآن کریم کو براہ راست عربی سے سمجھنے کیلیے یہ کتاب بہت مفید ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے یہ جو فرمایا ہے :۔

"عربی کی تعلیم کے بدوں قرآن کریم کا مزا نہیں آتا۔"

اس مقصد کے حصول کیلیے اس کتاب کا مطالعہ ایک عمدہ زینہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ زبان سلیس اور طرز دل نشین ہے۔ اس کامیاب کوشش پر مؤلف دلی مبادکباد کے مستحق ہیں۔ ابو لوذع کی "قاعدہ ترتیل القرآن" کے بعد یہ تالیف خدمت قرآن کی مہم میں ایک اور اہم قدم ہے۔

خاکسار

جمیل الرحمٰن رفیق

پیش لفظ

قرآن مجید خدائے رحمٰن کیطرف سے صاحب عقل انسان کے لئے شرف وبزرگی کی تعلیم پر مشتمل کتاب ہے۔ لہذا اس کے لئے ضروری ہے کہ اس مقدس کلام کے ساتھ وابستگی اختیار کرے۔ چنانچہ حضرت مہدی دوراں نے اس کلام کیساتھ وابستہ رہنے کی تلقین کی اور اس کو ایمانی زندگی کی ضمانت قرار دیتے ہوئے فرمایا :۔

"قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمھاری اسی میں زندگی ہے۔"

قرآن مجید کیساتھ سچے تعلق اور حقیقی وابستگی کا بنیادی تقاضا ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے اور اسے ترجمہ کی مدد سے نہیں بلکہ اس کی عربی عبارت سے براہ راست سمجھنے اور اس پر غورو فکر کرنے کا ملکہ پیدا کیا جائے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام قرآن مجید کے حوالے سے عربی زبان کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"زبان عربی اس لطیف طبع اور زیرک انسان کی طرح کام دیتی ہے جو مختلف ذرائع سے اپنے مدعا کو سمجھا سکتا ہے۔ مثلاً ایک نہائت ہوشیار اور زیرک انسان کبھی ابرو یا ناک یا ہاتھ سے وہ کام لے لیتا ہے، جو زبان نے کرنا تھا یعنی اس بات پر قادر ہوتا ہے کہ باریک باریک اشارات سے مخاطب کو سمجھادے۔ یہی طریق زبان عربی کی عادت میں سے ہے یعنی یہ زبان کبھی "الف لام" تعریف سے وہ کام نکالتی ہے جس میں دوسری زبانیں چند لفظوں کی محتاج ہوتی ہیں اور کبھی صرف تنوین سے ایسا کام لیتی ہے جو دوسری زبانیں طولانی فقروں سے بھی پورا نہیں کر سکتیں ایسا ہی زیر زبر پیش بھی الفاظ کا ایسا کام دے جاتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ کوئی دوسری زبان بغیر چند فضول فقروں کے ان کا مقابلہ کر سکے۔ اس کے بعض لفظ بھی باوجود بہت چھوٹے ہونے کے ایسے لمبے معنے رکھتے ہیں کہ نہائت حیرت ہوتی ہے کہ یہ معنی کہاں سے نکل آئے" (منن الرحمٰن، روحانی خزائن : جلد ۹ ص ۱۳۲)

اس عظیم الشان خوبی کے پیش نظر عربی سیکھنے کی نصیحت کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

" میں یہ بھی اپنی جماعت کو نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ وہ عربی سیکھیں کیونکہ عربی کی

تعلیم کے بدوں قرآن کریم کا مزا نہیں آتا۔ پس ترجمہ پڑھنے کیلئے ضروری اور مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا عربی زبان سیکھنے کی کوشش کریں۔"

(ملفوظات، جلد اول : ص ۱۹۶)

قرآن مجید سمجھنے کیلیے عربی کیسے سیکھی جائے؟ اس مسئلے کے حل کیلیے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"قرآن کریم کے ترجمہ اور اس کے مفہوم کو سمجھنے کیلیے کسی قدر صرف و نحو کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔۔۔ ممکن ہے صرف و نحو کے اس کورس کی وجہ سے قرآن کریم کا ترجمہ زیادہ نہ پڑھا جاسکے۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آئندہ سالوں میں صرف و نحو جاننے کی وجہ سے وہ زیادہ عمدگی سے قرآن کریم کا بقیہ حصہ پڑھ سکیں گے اور زیادہ عمدگی سے دوسروں کو پڑھا سکیں گے۔ جب تک تھوڑی بہت صرف و نحو نہ آتی ہو اس وقت تک دوسروں کو پڑھانا آسان نہیں بلکہ مشکل ہوتا ہے۔

(مشعل راہ : ص ۴۴۳)

قرآن مجید کیساتھ سچا تعلق اور عملی وابستگی کی روح پیدا کرنے کیلیے جماعت کے سامنے ایک تحریک کے طور پر عملی پروگرام رکھتے ہوئے حضرت امام وقت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :۔

"اب میں ایک بالکل نیا منصوبہ متعارف کرواتا ہوں۔ ہم قرآن مجید کی تلاوت سکھانے کا آغاز آڈیو ویڈیو کی مدد سے کریں گے، جو بہت مفید ہے۔ مگر اس کیساتھ ساتھ ایک استاد کی بہر حال ضرورت ہے، اور یہ سلسلہ جاری رہے یہاں تک کہ ہمارا انتہائی مقصد حاصل ہو جائے کہ ہر احمدی مرد ہو یا عورت قرآن مجید صحت کے ساتھ سکھانے والا استاد بن جائے، نیز ہر احمدی اپنی صلاحیت کی حد تک ترجمہ کے واسطہ سے نہیں بلکہ عربی متن سے خدا کے پیغام کو سمجھنے لگ جائے۔"

(خلاصہ خطاب، انٹر نیشنل شوریٰ لندن، ۱۹۹۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے مقدس خلفاء کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں قرآن کریم کے ساتھ وابستگی پیدا کرنے کیلیے درج ذیل نکات کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

۱ بسلسلہ تلاوت :۔

ا : قرآن مجید کے عربی متن کو درست پڑھنے کیلیے خوب اہتمام کر کے تمام ممکنہ اسباب کو استعمال میں لایا جائے۔

ب : قرآن مجید کی باقاعدگی سے تلاوت کو اپنا معمول بنالیا جائے۔

۲ بسلسلۂ غور و فکر :۔

ا : کسی قدر عربی اور اس کے قواعد سیکھے جائیں۔

ب : ان قواعد کو قرآن مجید کی عبارت پر منطبق کر کے براہ راست عربی متن سے مفہوم اخذ کرنے کی سعی کی جائے۔

جہاں تک پہلے حصّے یعنی تلاوت کا تعلق ہے، تو عاجز کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق سے قراءت کے قواعد کو پیش نظر رکھ کر ان کے مطابق اسباق اور مشقوں پر مشتمل ایک کتابچہ " قاعدہ ترتیل القرآن " کے نام سے ترتیب دینے کی سعادت مل چکی ہے۔ اس کتابچے کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اپنی خوشنودی سے نوازا اور ہزاروں کی تعداد میں مرد و زن اس کتابچے اور اسکی آڈیو اور وڈیو کیسٹس استفادہ کر چکے ہیں۔

دوسرے حصے پر تعمیل کے سلسلہ میں یعنی براہ راست تدبر اور غور و فکر کا ملکہ پیدا کرنے کیلیے عربی قواعد کی ضرورت ہے۔ عربی قواعد پر بیشمار قابل قدر کتابیں موجود ہیں۔ مگر ایک مبتدی کیلیے کسی ایسی کتاب کی ضرورت ہے، جو اسے صفر سے سفر کا آغاز کرواتے ہوئے قدم بقدم منزل کی طرف لیجائے۔ اسی ضرورت کے مد نظر "اَلطَّرِیْقُ اِلٰی تَدَبُّرِ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد" کے نام سے قواعد کو پیش کیا جارہا ہے۔

اس کتاب میں عربی الفاظ اور جملوں کی بناوٹ اور ترکیب کے سادہ اور عام فہم اصول کو چھوٹے چھوٹے اسباق کی صورت میں پیش کیا گیا ہے ہر سبق کیساتھ مشق دی گئی ہے، تاکہ یہ قواعد سیکھنے والے کے ذہن میں اُترتے جائیں، جس کے نتیجہ میں الفاظ اور جملوں کو دیکھ کر اس کی توجہ براہ راست ان کی ترکیب اور ان سے ابھرنے والے مفہوم کی طرف مبذول ہو جائے

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق اَبُوْ لَوْذَع

سبق نمبر ۱

ضمائر + فعل ماضی مذکر کیلیے

ا ضمائر : واحد متکلم اَنَا (مذکر مؤنث دونوں کیلیے آتا ہے)

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر حاضر	اَنْتَ حَمِيد واَنْتَ حَامِد	اَنْتُمَا حَمِيد وَ حَامِد	اَنْتُمْ حَمِيد وَحَامِد وَمَحْمُوْد
مذکر غائب	هُوَ حَمَّاد و هُوَ مَحْمُوْد	هُمَا حَمَّاد وَ مَحْمُوْد	هُمْ حَمَّاد وَ مَحْمُوْد و اَحْمَد

ب : جز الف میں سیکھے گئے ضمائر کی مناسبت سے فعل ماضی کا استعمال۔

تین حروف "ن، ص، ر" ایک مادہ ہے۔ اسے خاص انداز میں ترتیب دینے سے مختلف الفاظ بنتے چلے جائیں گے۔ آیئے جز الف میں سیکھے ہوئے ضمائر کے مطابق اس مادے سے فعل ماضی بناتے ہیں۔

واحد متکلم انا نَصَرْتُ (میں نے مدد کی)

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر حاضر	حمید ! اَنْتَ نَصَرْتَ	حمید وحامد اَنْتُمَا نَصَرْتُمَا	حمید وحامد ومحمود اَنْتُمْ نَصَرْتُم
مذکر غائب	هُوَ حماد هُوَ نَصَرَ	هُمَا حماد ومحمود هُمَا نَصَرَا	هُمْ حماد و محمود و احمد نَصَرُوْا

مشق

درج ذیل مادوں سے اس سبق میں سکھائے گئے عربی ضمائر کے مطابق فعل ماضی بنائیں اور مفہوم ذہن میں لانے کی کوشش کریں۔

ک ت ب	ن ق ض	ح ک م
(لکھنا)	(توڑنا)	(فیصلہ کرنا)

کَتَبَ اس نے لکھا

اَنَا..........	اَنْتَ..........	اَنْتُمَا..........	اَنْتُمْ..........
	هُوَ..........	هُمَا..........	هُمْ..........

نَقَضَ اس نے توڑا

اَنَا..........	اَنْتَ..........	اَنْتُمَا..........	اَنْتُمْ..........
	هُوَ..........	هُمَا..........	هُمْ..........

حَكَمَ اس نے فیصلہ کیا

اَنَا..........	اَنْتَ..........	اَنْتُمَا..........	اَنْتُمْ..........
	هُوَ..........	هُمَا..........	هُمْ..........

نوٹ : اسم ظاہر اور اسم ضمیر

اسم ظاہر وہ کلمہ ہے، جو کسی چیز، جگہ یا شخص کا نام ہو۔

مثلاً : کِتَابٌ، مَدِیْنَةٌ، زَاهِدٌ

اسم ضمیر وہ کلمہ ہے، جو متکلم، مخاطب، یاغائب کی جگہ بولا جائے۔

مثلاً : اَنَا اَنْتَ هُوَ (ضمائر ضمیر کی جمع ہے)

تعارف سبق نمبر ۱

ان اسباق کی غرض وغایت یہ ہے کہ سیکھنے والے کا ذہن عربی زبان سے اس طرح مانوس ہو جائے کہ براہ راست عربی الفاظ کا مفہوم اس کے ذہن میں ابھرنے لگے۔ اس غرض کے حصول کیلیے عربی الفاظ کو خاص ترتیب کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے۔ طالب علم اس کے مطابق خوب مشق کرے۔

ا: ان اسباق کی مشق اگر ایک کلاس کی صورت میں کی جائے تو زیادہ مفید ہوگی۔ معلم " اَنَا " کا لفظ اپنے لیے استعمال کرے اور ساتھ اپنا نام بتائے مثلا : " اَنَا زَاهِدٌ " اور کسی طالبعلم کو مخاطب کر کے " اَنْتَ " کی ضمیر کا استعمال کرے اور ساتھ اس طالبعلم کا نام لے۔ اسی طرح پر تثنیہ اور جمع مخاطب کی ضمیر سکھائے۔ اسی طالبعلم سے مخاطب ہوتے ہوئے جس سے معلم پہلے مخاطب ہوا تھا کسی دور بیٹھے ہوئے طالبعلم کی طرف اشارہ کرے اور ضمیر " هُوَ " کے استعمال کے ساتھ اس طالبعلم کا نام لے۔ اسی طرح " دو" کیلیے اور جمع کیلیے ضمیر غائب کا استعمال سکھائے۔

ب: جزب میں جز الف کے دوران سکھائے گئے ضمائر کی نسبت سے فعل ماضی کا استعمال سکھانا مقصود ہے۔

مثال کے طور پر " ن ،ص، ر " تین حروف ہیں اسی ترتیب سے ان کا استعمال مدد کرنے کے معنی دیتا ہے۔ معلم کہے : اَنَا نَصَرْتُ (میں نے مدد کی) نَصَرْتُ میں " تُ " مادے سے زائد حرف ہے، جو ضمیر اَنَا کی نسبت سے آیا ہے۔ فعل ماضی میں ہمیشہ اَنَا کی ضمیر کی نسبت سے "تُ" آیگا اور مفہوم یہ بنے گا کہ میں نے یہ فعل کیا۔ اسی طرح معلم " اَنْتَ" کی ضمیر کے ساتھ اس کی نسبت سے فعل ماضی بنانا سکھائے۔ اَنْتَ نَصَرْتَ (تو نے مدد کی)۔ اس میں "تَ " زائد آیا ہے۔ جو اَنْتَ کی نسبت سے ہے۔ اسی طرح اَنْتُمَا، اَنْتُمْ، هُوَ وغیرہ ضمائر کی نسبت سے فعل ماضی بنانے کی مشق کروائی جائے۔

نوٹ : فعل ماضی میں واحد مذکر غائب پہلا صیغہ شمار ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں وہی حروف ہوتے ہیں جو بنیادی ہیں جیسے (هو) نَصَرَ، كَتَبَ، فَتَحَ

سبق نمبر ٢ ضمائر + فعل ماضی مؤنث کیلیے

ا ضمائر : واحد متکلم **اَنَا** (مذکر مؤنث دونوں کیلیے آتا ہے)

	واحد	تثنیہ	جمع
مؤنث حاضر	اَنْتِ حَمِیْدَة وَاَنْتِ حَامِدَة	اَنْتُمَا حَمِیْدَة و حَامِدَة	اَنْتُنَّ حَمِیْدَة وحَامِدَة وعَائِشَة
مؤنث غائب	ھِیَ حَمَّادَة وَ ھِیَ مَحْمُوْدَة	ھُمَا حَمَّادَة وَ مَحْمُوْدَة	ھُنَّ حَمَّادَة وَ مَحْمُوْدَة وَ فَاطِمَه

تثنیہ وجمع متکلم نَحْنُ (مؤنث ومذکر دونوں کیلیے)

ب : جزالف میں سیکھے گئے ضمائر کی مناسبت سے فعل ماضی کا استعمال۔

تین حروف "ن، ص، ر" ایک مادہ ہے۔اسے خاص انداز میں ترتیب دینے سے مختلف الفاظ بنتے چلے جائیں گے۔ آیئے جزالف میں سیکھے ہوئے ضمائر کے مطابق اس مادے سے فعل ماضی بناتے ہیں۔

واحد متکلم اَنَا نَصَرْتُ (میں نے مدد کی)

	واحد	تثنیہ	جمع
مؤنث حاضر	حمیدة ! اَنْتِ نَصَرْتِ	حمیدة و حامدة اَنْتُمَا نَصَرْتُمَا	حمیدة وحامدةوعائشه اَنْتُنَّ نَصَرْتُنَّ
مؤنث غائب	ھِیَ حَمَّادَة ھِیَ نَصَرَتْ	هماحمادة ومحمودة هما نَصَرَتَا	ھُنَّ حَمَّادَة وَ مَحْمُوْدَة وَفَاطِمَه ھُنَّ نَصَرْنَ

(تثنیہ وجمع متکلم) نَحْنُ نَصَرْنَا

مشق سبق نمبر ۲

درج ذیل مادوں سے اس سبق میں سکھائے گئے عربی ضمائر کے مطابق فعل ماضی بنائیں اور مفہوم ذہن میں لانے کی کوشش کریں۔

	ف ع ل (کرنا)	ن ف ع (فائدہ دینا)	ف ت ح (کھولنا)
اَنَا	فَعَلْتُ	نَفَعْتُ	فَتَحْتُ
اَنْتِ	....	....	....
اَنْتُمَا	....	....	....
اَنْتُنَّ	....	....	....
هِیَ	....	....	....
هُمَا	....	....	....
هُنَّ	....	....	....

نَحْنُ	....	....	....

تعارف سبق نمبر ۲

اس سبق میں مؤنث کے ضمائر اور ان کی مناسبت سے فعل ماضی کے صیغے سکھانا مقصود ہے۔ جیسا کے پہلے سبق کے تعارف میں بتایا گیا تھا۔ ان اسباق کو اگر کلاس کی صورت میں سکھایا جائے، تو زیادہ فائدہ ہوگا۔

ا: معلّمہ اَنَا کا لفظ اپنے لیے استعمال کرے اور ساتھ اپنا نام بتائے۔ مثلاً اَنَا زَاهِدَة

اور پھر کسی بچی کو مخاطب کر کے انت کی ضمیر کا استعمال کرے اور ساتھ اس کا نام لے۔اسی طریق پر تثنیہ اور جمع مخاطب کی ضمیر سکھائے۔

اسی بچی سے مخاطب ہوتے ہوئے جس سے معلّمہ پہلے مخاطب ہوئی تھی دور بیٹھی ہوئی بچی کی طرف اشارہ کرے اور ضمیر ھی کے استعمال کیساتھ اس بچی کا نام لے اور اسی طریق پر تثنیہ اور جمع کی ضمیر سکھائے۔

ب : جز"ب" میں جز "الف" کے دوران سکھائے گئے ضمائر کی نسبت سے فعل ماضی کے صیغے بنانے کی تدریس ہے۔ مثال کے طور پر ن، ص، ر تین حروف ہیں۔اسی ترتیب سے ان حروف کا استعمال مدد کرنے کے معنی دیتا ہے۔ معلّمہ کہے : اَنَا نَصَرْتُ (میں نے مدد کی) نَصَرْتُ میں تُ زائد حرف ہے جو ضمیر اَنَا کی نسبت سے آیا ہے۔

فعل ماضی میں ہمیشہ انا ضمیر کی نسبت سے ت آئیگا اور مفہوم یہ بنے گا کہ میں نے یہ فعل کیا۔اسی طرح معلّمہ انت کی ضمیر کے ساتھ اس کی نسبت سے فعل ماضی کی ترکیب سکھائے۔اَنْتِ نَصَرْتِ (تونے مدد کی) اس میں تِ زائد آیا ہے، جو اَنْتِ کی نسبت سے ہے۔ اسی طریق پر اَنْتُمَا۔ اَنْتُنَّ ھِیَ وغیرہ ضمائر کی نسبت سے فعل ماضی کے صیغوں کی ترکیب سکھائی جائے۔

نوٹ ۱ : ہر ایک صیغے کیساتھ ترجمہ نہ کہلوایا جائے، بلکہ سیکھنے والے کو موقعہ دیں کہ خود غور کر کے صیغہ کی نسبت سے مفہوم ذہن میں لائے۔ اس امر کی طرف توجہ دلانے کیلیے طالبعلم سے کسی کسی وقت صیغے کا ترجمہ یا مفہوم پوچھا جاسکتا ہے۔

نوٹ ۲ : چونکہ ماحول کے حوالے سے انسان جلد سیکھتا ہے۔ لہذا اگر بچیوں کی کلاس ہے تو سبق نمبر ۲ پہلے پڑھایا جائے اور سبق نمبر ۱ بعد میں۔ اسی طرح بچیوں کی کلاس میں چھوٹی عمر کے چند بچوں اور بچوں کی کلاس میں چھوٹی عمر کی بچیوں کو شامل کرنا مفید ہوگا۔ ان کی موجودگی میں مؤنث و مذکر کے ضمائر اور صیغوں کے سکھانے میں سہولت ہوگی۔

سبق نمبر ۳

سبق نمبر ۱ اور نمبر ۲ میں سکھائے گئے ضمائر اور انکی نسبت سے فعل ماضی کے صیغوں کی دہرائی

	۱	۲	۳	۴	۵	۶
	نَصَرَ	ضَرَبَ	عَلِمَ	فَتَحَ	كَرُمَ	حَسِبَ
اَنَا	....	....	....	....	....	....
اَنْتَ	....	....	....	....	....	....
اَنْتُمَا	....	....	....	....	....	....
اَنْتُمْ	....	....	....	....	....	....
هُوَ	....	....	....	....	....	....
هُمَا	....	....	....	....	....	....
هُمْ	....	....	....	....	....	....

اَنْتِ	....	....	....	....	....	....
اَنْتُمَا	....	....	....	....	....	....
اَنْتُنَّ	....	....	....	....	....	....
هِيَ	....	....	....	....	....	....
هُمَا	....	....	....	....	....	....
هُنَّ	....	....	....	....	....	....

نَحْنُ	....	....	....	....	....	....

تعارف سبق نمبر ۳

عربی الفاظ کی بنیاد تین حروف ہوتے ہیں۔ان حروف کے شروع ،درمیان اور آخر میں ایک نظام کے تحت مزید حروف لانے سے نئے الفاظ بنتے چلے جاتے ہیں۔ عربی الفاظ کی ترکیب کے اس نظام کو سمجھ لینے سے اور صرف بنیادی تین حروف کے مفہوم کو جان لینے کے نتیجے میں بیسیوں الفاظ سمجھ میں آجاتے ہیں۔ مثلاً نَصْرٌ کے معنی مدد کرنے کے ہیں۔ اس سے نَصَرْتُ میں نے مدد کی، نَصَرْتُمْ تم نے مدد کی اور نَصَرْتُنَّ تم عورتوں نے مدد کی وغیرہ بنایا جاسکتا ہے۔

عربی الفاظ کی ترکیب کے اس نظام کو سمجھنے کیلیے آپ سردست یہ بات ذہن میں رکھیں کہ کسی بھی مادے کے بنیادی تین حرف ف،ع،ل کہلاتے ہیں۔ مثلاً : نَصَرَ ،فَعَلَ کے وزن پر ہے۔کیونکہ نَصَرَ میں "ن" فَعَلَ کے فاء کے مقابل "ص" عین کے مقابل اور "ر" لام کے مقابل ہے چنانچہ ہم نَصَرَ میں "ن" کو فاکلمہ ،"ص" کو عین کلمہ اور "ر" کو لام کلمہ کہیں گے۔اسی طرح عَلِمَ فَعِلَ کے وزن پر ہے اور عَلِمَ میں ہم "ع" کو فاء کلمہ "ل" کو عین کلمہ اور "م" کو لام کلمہ کہیں گے۔اس بات کو مزید سمجھنے اور ذہن نشین کرنے کیلیے درج ذیل سوالات کے جوابات دیں :۔

۱۔ عَلِمَ میں : فاء کلمہ کی کیا حرکت ہے ؟
۲۔ عَلِمَ میں : عین کلمہ کون سا ہے ؟
۳۔ کَرُمَ میں : لام کلمہ کی کیا حرکت ہے ؟
۴۔ نَصَرْتُنَّ میں : لام کلمہ کون سا ہے ؟
۵۔ فَتَحْتُ میں : فاء کلمہ کون سا ہے ؟
۶۔ فَتَحْتِ میں : پہلی تاء اور دوسری تاء کی کیا حیثیت ہے ؟
۷۔ حَسِبْتُمْ میں : لام کلمہ کونسا ہے ؟
۸۔ ضَرَبْنَ میں : باء کیا کلمہ ہے ؟
۹۔ خَتَمَ میں : تاء کیا کلمہ ہے ؟
۱۰۔ تَرَکْتُ میں : پہلی تاء اور دوسری تاء کی کیا حیثیت ہے ؟

سبق نمبر ۴

فعل مضارع = فعل حال + مستقبل (مذکر کیلیے)

نَصَرَ سے فعل مضارع یَنْصُرُ بنے گا جس کے معنی ہیں وہ مدد کرتا ہے یا کرے گا۔

واحد متکلم اَنَا اَنْصُرُ

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر حاضر	اَنْتَ تَنْصُرُ	اَنْتُمَا تَنْصُرَانِ	اَنْتُمْ تَنْصُرُوْنَ
مذکر غائب	هُوَ يَنْصُرُ	هُمَا يَنْصُرَانِ	هُمْ يَنْصُرُوْنَ

مشق : درج ذیل ضمائر کی نسبت سے فعل مضارع کے صیغے بنائیں۔

	يَكْتُبُ وہ لکھتا ہے / لکھے گا	يَنْقُضُ وہ توڑتا ہے / توڑے گا	يَحْكُمُ وہ فیصلہ کرتا ہے / فیصلہ کرے گا
اَنَا	....	....	....
اَنْتَ	....	....	....
اَنْتُمَا	....	....	....
اَنْتُمْ	....	....	....
هُوَ	....	....	....
هُمَا	....	....	....
هُمْ	....	....	....

تعارف

سبق نمبر ۴

جیسا کہ پہلے سبق کے تعارف میں نوٹ دیا گیا تھا کہ فعل ماضی میں پہلا صیغہ واحد مذکر غائب یعنی (ھو) نَصَرَ ہوتا ہے کیونکہ اس صیغہ میں صرف بنیادی تین حروف ہوتے ہیں۔

فعل ماضی سے فعل مضارع کا پہلا صیغہ بنانے کیلیے اس کے شروع میں "یاء" حرف مضارع کے طور پر لگاتے ہیں جیسے نَصَرَ سے یَنْصُرُ وہ مدد کرتا ہے یا کریگا۔ کَتَبَ سے یَکْتُبُ وہ لکھتا ہے یا لکھے گا۔

ضمائر جو پہلے اور دوسرے اسباق میں سکھائے گئے ہیں ان کی نسبت سے فعل مضارع کے مختلف صیغے بناتے ہوئے شروع میں جو حرف لگایا جاتا ہے اسے حرف مضارع کہتے ہیں۔ جیسے :۔

اَنْصُرُ۔ تَنْصُرُ۔ یَنْصُرُ میں بالترتیب ء ۔ ت ۔ ی حروف مضارع ہیں۔

سبق نمبر ۵

فعل مضارع = فعل حال + مستقبل (مؤنث کیلیے)

واحد متکلم اَنَا اَنْصُرُ (میں مدد کرتا ہوں / کرتی ہوں)

	واحد	تثنیہ	جمع
مؤنث حاضر	اَنْتِ تَنْصُرِیْنَ	اَنْتُمَا تَنْصُرَانِ	اَنْتُنَّ تَنْصُرْنَ
مؤنث غائب	هِیَ تَنْصُرُ	هُمَا تَنْصُرَانِ	هُنَّ یَنْصُرْنَ
تثنیہ وجمع متکلم نَحْنُ نَنْصُرُ			

مشق : درج ذیل ضمائر کی نسبت سے فعل مضارع کے صیغے بنائیں۔

	یَفْعَلُ وہ کرتا ہے ، کرے گا	یَنْفَعُ وہ فائدہ دیتا ہے ، فائدہ دیگا	یَفْتَحُ وہ کھولتا ہے ، کھولے گا
اَنَا	....	....	....
اَنْتِ	....	....	....
اَنْتُمَا	....	....	....
اَنْتُنَّ	....	....	....
هِیَ	....	....	....
هُمَا	....	....	....
هُنَّ	....	....	....

تعارف سبق نمبر ۵

ا: اس سبق میں ضمائر کی نسبت سے فعل مضارع کے مختلف صیغے بنانے کا جو طریق ہے اسے بغور دیکھیں۔

ب: فعل ماضی سے فعل مضارع بناتے ہوئے عین کلمہ یعنی بنیادی حروف کے درمیانی حرف کی جو حرکت پہلے صیغے میں ہو گی وہی حرکت تمام صیغوں میں قائم رہے گی۔ مثلاً نَصَرَ سے يَنْصُرُ بنایا تو عین کلمہ "ص" کی حرکت جو ضمہ ہے فعل مضارع کے باقی تمام صیغوں میں ضمہ ہی رہیگی۔ البتہ لام کلمہ یعنی تیسرے حرف کی حرکت ضرورت کے مطابق بدلتی رہیگی جیسے

تَنْصُرِيْنَ۔ تَنْصُرَانِ تَنْصُرْنَ۔

تَفْتَحُوْنَ۔ يَفْتَحُ۔ يَفْتَحَانِ

نوٹ: فعل ماضی اور فعل مضارع ہر دو کے عین کلمہ پر امکانی طور پر فتحہ ضمہ کسرہ کوئی بھی حرکت آسکتی ہے لیکن کسی مادے کے عین کلمہ پر کیا حرکت آئیگی! اس کا انحصار عربوں کے استعمال پر ہے۔

سبق نمبر ٦ فعل ماضی + فعل مضارع

گزشتہ اسباق کی دہرائی کے علاوہ باب ثلاثی مجرد کا تعارف اور الفاظ کا وزن معلوم کرنے کی

ابتدائی مشق

	حَضَرَ	يَحْضُرُ	غَفَرَ	يَغْفِرُ	شَهِدَ	يَشْهَدُ	جَحَدَ	يَجْحَدُ	كَبُرَ	يَكْبُرُ
اَنَا										
اَنْتَ										
اَنْتُمَا										
اَنْتُمْ										
هُوَ										
هُمَا										
هُمْ										
اَنْتِ										
اَنْتُمَا										
اَنْتُنَّ										
هِيَ										
هُمَا										
هُنَّ										
نَحْنُ										

تعارف سبق نمبر ۶

باب : ایک مصدر سے جو فعل یا اسم نکلتے ہیں مثلا فعل ماضی۔ فعل مضارع۔ فعل امر۔ اسم فاعل۔ اسم مفعول ان کی تصریف یا صیغے جو ایک خاص شکل میں مترتب ہوتے ہیں انکے مجموعے کو باب کہتے ہیں۔

باب ثلاثی مجرد : وہ باب ہے جس کے فعل کے پہلے صیغے یعنی واحد مذکر غائب میں صرف تین حروف استعمال ہوتے ہیں تاہم مختلف صیغوں کی مناسبت سے ان میں بعض حروف کا اضافہ ہوتا ہے۔ جیسے نَصَرَ سے نَصَرْتُ تَنْصُرُوْنَ سے تَنْصُرِیْنَ وغیرہ۔

ثلاثی مجرد کے ابواب کا نام فعل ماضی اور فعل مضارع کے پہلے صیغے کو ملا کر رکھا جاتا ہے۔ مثلا نَصَرَ یَنْصُرُ ایک باب ہے۔ جس مادے کا فعل ماضی اور فعل مضارع نَصَرَ یَنْصُرُ کی طرح استعمال ہوگا اس کا باب نَصَرَ یَنْصُرُ ہوگا۔ مثلا کَتَبَ یَکْتُبُ ۔ کَاتِبٌ مَکْتُوْبٌ مُکْتُبٌ مَکْتَبَۃٌ کا باب نَصَرَ یَنْصُرُ ہے

مشق : نَصَرَ یَنْصُرُ کا وزن فَعَلَ یَفْعُلُ ہے اس طریق پر اوپر دیے گئے ابواب کا وزن معلوم کریں (آپ تیسرے سبق سے وزن سے متعلق راہنمائی لے سکتے ہیں)

(ثلاثی مجرد کے چھ ابواب)

۱۔ نَصَرَ یَنْصُرُ ۲۔ ضَرَبَ یَضْرِبُ

۳۔ فَتَحَ یَفْتَحُ ٤۔ عَلِمَ یَعْلَمُ

۵۔ کَرُمَ یَکْرُمُ ٦۔ حَسِبَ یَحْسِبُ

نوٹ : قرآن مجید میں لفظ "یحسب" ایا ہے گویا یہ باب علم یعلم ہی میں استعمال ہوا ہے تاہم حروف علت والے الفاظ باب حسب یحسب میں ہی استعمال ہوئے ہیں جیسے : وَرِثَ یَرِثُ (یَرِثُ اصل میں یَوْرِثُ ہے "و" ساقط ہونے سے یَرِثُ رہ گیا)

سبق نمبر ۷ فعل ماضی منفی فعل مضارع منفی

نَصَرَ اس نے مدد کی مَانَصَرَ اس نے مدد نہیں کی یَنْصُرُ وہ مدد کرتا ہے لَایَنْصُرُ وہ مدد نہیں کرتا

	ماضی منفی	مضارع منفی	ماضی منفی	مضارع منفی	ماضی منفی	مضارع منفی
	مَاکَفَرَ	لَایَکْفُرُ	مَاشَهِدَ	لَایَشْهَدُ	مَانَقَمَ	لَایَنْقِمُ
اَنَا						
اَنْتَ						
اَنْتُمَا						
اَنْتُمْ						
هُوَ						
هُمَا						
هُمْ						
اَنْتِ						
اَنْتُمَا						
اَنْتُنَّ						
هِیَ						
هُمَا						
هُنَّ						
نَحْنُ						

تعارف سبق نمبر ۷

فعل ماضی کو منفی بنانے کیلیے اس سے پہلے مَا لاتے ہیں۔ کَفَرَ اس نے کفر کیا مَا کَفَرَ اس نے کفر نہیں کیا۔ فعل مضارع کو منفی بنانے کیلیے اس سے پہلے لَا لایا جاتا ہے۔ جیسے یَشْہَدُ وہ حاضر ہوتا ہے یا گواہی دیتا ہے۔ لَا یَشْہَدُ وہ حاضر نہیں ہوتا یا گواہی نہیں دیتا۔

نوٹ ۱ : مَا فعل ماضی کی نفی کیلیے آتا ہے۔ اگر مضارع پر آئے تو اسے حال کے ساتھ خاص کرتا ہے اور نفی کے معنی پیدا کرتا ہے۔ جیسے

وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَھُمْ وَمَا یَسْتَطِیْعُوْنَ (الشعراء : ۲۱۲)

اور نہ یہ کام ان کے مطابق حال تھا اور نہ وہ اس کی طاقت رکھتے تھے۔

نوٹ ۲ : فعل ماضی سے پہلے "قَدْ" آجائے تو یہ ماضی قریب بنادیتا ہے۔

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ (التوبہ ۱۲۸)

تمھارے پاس تمھاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ (الفتح ۱۹) اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا۔

نوٹ ۲ : فعل ماضی سے پہلے کَانَ لائیں تو یہ اسے ماضی بعید بنادیتا ہے اور صیغے کے مطابق کَانَ کی تصریف ہوتی ہے۔(واحد کیلیے کَانَ آئے گا تثنیہ کیلیے کَانَا اور جمع کیلیے کَانُوْا۔۔۔)

وَلَقَدْ کَانُوْا عَاھَدُوا اللّٰہَ مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ(الاحزاب۱۶)

اور اس سے پہلے انھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ پیٹھ نہ پھیریں گے۔

اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ (المائدہ ۱۱۷)اگر میں نے ایسا کہا تھا تو تجھے ضرور اسکا علم ہو گا۔

نوٹ ۳ : فعل مضارع سے پہلے کَانَ آئے تو یہ اسے فعل ماضی استمراری بنادیتا ہے۔

کَانَا یَاْکُلَانِ الطَّعَامَ(المائدہ۷۶) وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔

اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَاکُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (الجاثیہ ۳۰)

جو کچھ تم عمل کرتے تھے ہم اسکو لکھتے جاتے تھے۔

سبق نمبر ۸

فعل جحد　　　　فعل نہی

يَحْكُمُ وہ فیصلہ کرتا ہے　يَكْفُرُ وہ کفر کرتا ہے　لَمْ يَحْكُمْ اس نے فیصلہ نہیں کیا
لَا يَكْفُرْ وہ کفر نہ کرے

	فعل مضارع	فعل جحد			فعل نہی		
أَنَا	أَحْكُمُ	لَمْ أَحْكُمْ	لَمْ أَعْلَمْ	مجھے علم نہیں ہے	لَا أَكْفُرْ	لَا أَفْرَحْ	میں فخر نہ کروں
أَنْتَ	تَحْكُمُ	لَمْ تَحْكُمْ	....	....	لَا تَكْفُرْ	....	....
أَنْتُمَا	تَحْكُمَانِ	لَمْ تَحْكُمَا	....	....	لَا تَكْفُرَا	....	....
أَنْتُمْ	تَحْكُمُوْنَ	لَمْ تَحْكُمُوْا	....	....	لَا تَكْفُرُوْا	....	....
هُوَ	يَحْكُمُ	لَمْ يَحْكُمْ	....	....	لَا يَكْفُرْ	....	....
هُمَا	يَحْكُمَانِ	لَمْ يَحْكُمَا	....	....	لَا يَكْفُرَا	....	....
هُمْ	يَحْكُمُوْنَ	لَمْ يَحْكُمُوْا	....	....	لَا يَكْفُرُوْا	....	....
أَنْتِ	تَحْكُمِيْنَ	لَمْ تَحْكُمِيْ	....	....	لَا تَكْفُرِيْ	....	....
أَنْتُمَا	تَحْكُمَانِ	لَمْ تَحْكُمَا	....	....	لَا تَكْفُرَا	....	....
أَنْتُنَّ	تَحْكُمْنَ	لَمْ تَحْكُمْنَ	....	....	لَا تَكْفُرْنَ	....	....
هِيَ	تَحْكُمُ	لَمْ تَحْكُمْ	....	....	لَا تَكْفُرْ	....	....
هُمَا	تَحْكُمَانِ	لَمْ تَحْكُمَا	....	....	لَا تَكْفُرَا	....	....
هُنَّ	يَحْكُمْنَ	لَمْ يَحْكُمْنَ	....	....	لَا يَكْفُرْنَ	....	....
نَحْنُ	نَحْكُمُ	لَمْ نَحْكُمْ	....	....	لَا نَكْفُرْ	....	....

تعارف سبق نمبر ۸

فعل جحد : جحد کے لفظی معنی انکار کے ہیں۔ فعل مضارع پر لَمْ لانے سے فعل جحد بنتا ہے اور یہ مَجْزُوْم ہوتا ہے اور مضارع کو ماضی منفی بنا دیتا ہے۔ اَحْکُمُ میں فیصلہ کرتا ہوں۔ لَمْ اَحْکُمْ میں نے فیصلہ نہیں کیا۔

فعل نہی : کسی فعل سے اجتناب کی ہدائت مقصود ہو تو فعل مضارع کے شروع میں لَا لاتے ہیں یہ لَا لائے نہی کہلاتا ہے اور فعل مضارع کو جذم دیتا ہے۔

تَکْفُرُ تم کفر کرتے ہو　　　　لَا تَکْفُرْ تم کفر مت کرو

نوٹ ۱ : اس سبق کے پہلے کالم میں ضمائر اور فعل مضارع دیا گیا ہے اور اگلے کالموں میں فعل جحد اور فعل نہی کے تمام صیغے لکھ دئے گئے ہیں۔ طالب علم کو چاہیے کہ فعل مضارع، فعل جحد اور فعل نہی کے تمام صیغوں پر نظر ڈالے اور موازنہ کرے کہ فعل جحد اور فعل نہی کی صورت میں کس صیغے میں کیا تبدیلی واقع ہوتی ہے۔

نوٹ ۲ : جَزْم اور مَجْزُوْم وغیرہ اصطلاحات کی وضاحت فرہنگ میں ملاحظہ ہو۔

سبق نمبر ۹ فعل اَمْر حاضر

فعل مضارع	فعل امر	فعل مضارع	فعل امر	فعل مضارع	فعل امر
تَنْصُرُ	اُنْصُرْ	تَغْفِرُ	اِغْفِرْ	تَشْهَدُ	اِشْهَدْ
تَنْصُرَانِ	اُنْصُرَا	تَغْفِرَانِ	....	تَشْهَدَانِ	....
تَنْصُرُوْنَ	اُنْصُرُوْا	تَغْفِرُوْنَ	....	تَشْهَدُوْنَ	....
تَنْصُرِيْنَ	اُنْصُرِیْ	تَغْفِرِيْنَ	....	تَشْهَدِيْنَ	....
تَنْصُرَانِ	اُنْصُرَا	تَغْفِرَانِ	....	تَشْهَدَانِ	....
تَنْصُرْنَ	اُنْصُرْنَ	تَغْفِرْنَ	....	تَشْهَدْنَ	....

تعارف سبق نمبر ۹

فعل امر حاضر : مضارع مخاطب کے صیغوں سے بنتا ہے۔ فعل امر حاضر بنانے کیلیے فعل مضارع سے حرف مضارع ہٹادیتے ہیں اور اخر میں جزم لاتے ہیں جیسے تَنْصُرُ سے نْصُرْ۔ اگر حرف مضارع کے ساتھ والا حرف ساکن ہو، جیسے کہ اس مثال میں ہے تو شروع میں "الف" لے آتے ہیں جسے همزۃ الوصل یا ہمزہ وصلی (یعنی ملانے والا ہمزہ) کہتے ہیں۔ اس ہمزہ کو حرکت دینے کیلیے فعل مضارع کے عین کلمہ کی حرکت کو دیکھنا ہوتا ہے۔ اگر عین کلمہ کی حرکت ضمہ ہو جیسے زیر نظر لفظ "تَنْصُرُ" میں ہے تو ہمزہ وصلی کو ضمہ دیتے ہیں جیسے نْصُرْ سے اُنْصُرْ۔ لیکن اگر فعل مضارع کے عین کلمہ کی حرکت فتحہ یا کسرہ ہو تو دونو صورتوں میں ہمزہ وصلی کو کسرہ دیتے ہیں۔ جیسے تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ تَشْهَدُوْنَ سے اِشْهَدُوْا

فعل امر بنائیں: تَحْكُمُ.........؟ تَشْرَبُوْنَ.........؟ تَسْلُكِيْنَ.........؟

نوٹ: جزم فعل مضارع پر آتی ہے، واحد مذکر کے صیغے میں آخر میں سکون آتا ہے جن صیغوں کے آخر میں نون اعرابی ہو ان سے وہ نون ساقط ہو جاتا ہے

سبق نمبر ۱۰ فعل امر غائب و متکلم

فعل مضارع	فعل امر	فعل مضارع	فعل امر	فعل مضارع	فعل امر
يَنْصُرُ	لِيَنْصُرْ	يَغْفِرُ	لِيَغْفِرْ	يَشْهَدُ	لِيَشْهَدْ
يَنْصُرَانِ	لِيَنْصُرَا	يَغْفِرَانِ	....	يَشْهَدَانِ	....
يَنْصُرُوْنَ	لِيَنْصُرُوْا	يَغْفِرُوْنَ	....	يَشْهَدُوْنَ	....
تَنْصُرُ	لِتَنْصُرْ	تَغْفِرُ	....	تَشْهَدُ	....
تَنْصُرَانِ	لِتَنْصُرَا	تَغْفِرَانِ	....	تَشْهَدَانِ	....
يَنْصُرْنَ	لِيَنْصُرْنَ	يَغْفِرْنَ	....	يَشْهَدْنَ	....
اَنْصُرُ	لِاَنْصُرْ	اَغْفِرُ	....	اَشْهَدُ	....
نَنْصُرُ	لِنَنْصُرْ	نَغْفِرُ	....	نَشْهَدُ	....

تعارف سبق نمبر ۱۰

فعل مضارع کے غائب اور متکلم کے صیغوں سے فعل امر بنانا ہو تو فعل کے شروع میں لام مکسور یعنی کسرہ والا لام لگاتے ہیں یَنْصُرُ وہ مدد کرتا ہے لِيَنْصُرْ اسے چاہیے کے مدد کرے۔ يَشْهَدُ وہ گواہی دیتا ہے لِيَشْهَدْ چاہیے کہ وہ گواہی دے۔

نوٹ نمبر ۱ : فعل امر مجزوم ہوتا ہے یعنی اس کا اعراب جزم ہے لہذا فعل مضارع سے فعل امر بناتے ہوئے وہی تبدیلی آئے گی جو تبدیلی فعل جحد اور فعل نہی بناتے ہوئے واقع ہوئی تھی۔ یعنی کہیں آخری حرف ساکن ہوگا کہیں نون آخر سے ساقط ہو جائیگا اور کبھی آخر ویسے ہی قائم رہے گا

نوٹ نمبر ۲ : فعل امر غائب اور متکلم بنانے کیلیے فعل کے شروع میں لام مکسور لایا جاتا ہے۔ جملوں میں استعمال کے وقت اگر لام سے پہلے متحرک حرف آجائے تو یہ لام مکسور ساکن ہو جائیگا جیسے لِيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ سے وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ

سبق نمبر ۱۱

اسم فاعل

	واحد	تثنیہ	جمع سالم	جمع تکسیر
مذکر	نَاصِرٌ	نَاصِرَانِ	نَاصِرُوْنَ	نَصَرَۃٌ نُصَّارٌ
مؤنث	نَاصِرَۃٌ	نَاصِرَتَانِ	نَاصِرَاتٌ	نَوَاصِرُ

تعارف :۔

(ا) کسی کام کے کرنے والے کو اس فعل کی نسبت سے جو نام دیا جائے اسے اسم فاعل کہتے ہیں جیسے کَتَبَ یَکْتُبُ سے کَاتِبٌ لکھنے والا قَتَلَ یَقْتُلُ سے قَاتِلٌ قتل کرنے والا جیسا کہ ان مثالوں سے ظاہر ہے ابواب ثلاثی مجرد سے اسم فاعل فَاعِلٌ کے وزن پر بنتا ہے۔

(۲) واحد کے صیغے کے آخر میں " ا،ن" کا اضافہ کرنے سے تثنیہ بن جاتا ہے۔ جیسے نَاصِرٌ سے نَاصِرَانِ، نَاصِرَۃٌ سے نَاصِرَتَانِ، کَاتِبَۃٌ سے کَاتِبَتَانِ۔

(۳) واحد مذکر کے صیغے کے آخر میں "و،ن" کے اضافے سے جمع مذکر سالم بن جاتا ہے جیسے نَاصِرٌ سے نَاصِرُوْنَ، کَاتِبٌ سے کَاتِبُوْنَ۔

(۴) واحد مؤنث کے صیغے سے تاء تانیث ہٹا کر "ا۔ت" کا اضافہ کرنے سے جمع مؤنث سالم بن جاتی ہے۔

جیسے نَاصِرَۃٌ سے نَاصِرَاتٌ ، کَاتِبَۃٌ سے کَاتِبَاتٌ

نوٹ :

(ا) جمع مؤنث سالم یا جمع مذکر سالم سے مراد یہ ہے کہ اس جمع میں واحد کے صیغے کی شکل قائم رہتی ہے اور اسی میں ا۔ت یا و۔ن کے اضافے سے جمع مؤنث یا جمع مذکر بن جاتا ہے۔ اس وضاحت کے مطابق اوپر دی گئی مثالوں پر غور کریں۔

(ب) جمع تکسیر سے مراد یہ ہے کہ یہ جمع بناتے ہوئے واحد کی شکل قائم نہیں رہتی بلکہ شکل ہی

بدل جاتی ہے جیسے کَافِرٌ سے کُفَّارٌ۔ حَافِظٌ سے حَفَظَۃٌ۔ قَاعِدَۃٌ سے قَوَاعِدُ

(ج) جیسا کہ اوپر ذکر گذرا، ابواب ثلاثی مجرد سے اسم فاعل فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے۔ ابواب جن کے فعل ماضی کے پہلے صیغے میں تین سے زیادہ حروف ہوتے ہیں ان سے اسم فاعل بنانے کے لیے فعل مضارع کی جگہ "میم" مَضْمُوْمْ یعنی ضمہ والا لایا جاتا ہے عین کلمہ مکسور ہوتا ہے اور آخر میں تنوین آتی ہے جیسے اَسْلَمَ سے مُسْلِمٌ، تَصَدَّقَ سے مُتَصَدِّقٌ، تَطَهَّرَ سے مُتَطَهِّرٌ۔

مشق: ۱: بَسَطَ یَبْسُطُ سے اسم فاعل بنائیں۔

۲: بَشَّرَ سے اسم فاعل بنائیں۔

۳: یُؤْمِنُ سے اسم فاعل بنائیں۔

درج ذیل آیات کریمہ میں فعل اور اسم فاعل کے استعمال پر غور کریں۔

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِیْهَا کَالِحُوْنَ (المؤمنون ۱۰۵)

اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ (احزاب ۴۶-۴۷)

نوٹ: ابواب جنکے فعل ماضی کے پہلے صیغے میں تین سے زیادہ حروف ہوتے ہیں انہیں مزید فیہ کہتے ہیں ان کی تفصیل سبق نمبر ۲۶، ۲۷ میں ملاحظہ ہو۔

سبق نمبر ۱۲

اسم مفعول

	واحد	تثنیہ	جمع سالم
مذکر	مَنْصُوْرٌ	مَنْصُوْرَانِ	مَنْصُوْرُوْنَ
مؤنث	مَنْصُوْرَةٌ	مَنْصُوْرَتَانِ	مَنْصُوْرَاتٌ

تعارف : اسم مفعول ایسا اسم ہے جس میں مفعولیت یعنی مذکورہ فعل کے اس پر صادر ہونے کا مفہوم ہو جیسے کَتَبَ یَکْتُبُ سے مَکْتُوْبٌ جو چیز لکھی گئی۔ قَتَلَ یَقْتُلُ سے "مَقْتُوْلٌ" یعنی وہ وجود جس پر قتل کئیے جانے کا مفہوم صادق آئے۔

ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ ابواب ثلاثی مجرد سے اسم مفعول مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے یعنی فعل مضارع میں حرف مضارع کی جگہ میم مفتوح یعنی فتحہ والی اور عین کلمہ کے بعد واوٗ ساکن آتا ہے آخر میں تنوین آتی ہے۔

نوٹ : جن ابواب کے فعل ماضی کے پہلے صیغے میں تین سے زیادہ حروف ہوتے ہیں ان سے اسم مفعول بنانے کے لئے حرف مضارع کی جگہ میم مضموم لاتے ہیں اور عین کلمہ مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے اَکْرَمَ سے مُکْرَمٌ جسکی تکریم کی گئی ہو طَهَّرَ سے مُطَهَّرٌ جو پاک کیا گیا۔

مشق :

۱۔ یَرْحَمُ سے اسم مفعول بنائیں اور تمام صیغے لکھیں (یعنی واحد۔ تثنیہ۔ جمع وغیرہ)

۲۔ یَرْفَعُ سے اسم مفعول بنائیں اور تمام صیغے لکھیں (یعنی واحد۔ تثنیہ۔ جمع وغیرہ)

۳۔ یُکْرِمُ سے اسم مفعول بنائیں اور تمام صیغے لکھیں (یعنی واحد۔ تثنیہ۔ جمع وغیرہ)

سبق نمبر ۱۳

صفت مشبہ

	واحد	تثنیہ	جمع سالم	جمع تکسیر
مذکر	نَصِیْرٌ	نَصِیْرَانِ	نَصِیْرُوْنَ	نُصَرَاءُ
مؤنث	نَصِیْرَۃٌ	نَصِیْرَتَانِ	نَصِیْرَاتٌ	

تعارف :۔

صفت مشبہ ثلاثی مجرد کے ابواب سے فعیل کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے رَحِمَ یَرْحَمُ سے رَحِیْمٌ معنوں کے لحاظ سے صفت مشبہ اسم فاعل کے معنی دیتی ہے جیسے نَاصِرٌ مدد کرنیوالا نَصِیْرٌ مدد کرنیوالا۔ تاہم اسم فاعل میں فعل کے کبھی کبھی اور خاص خاص موقعوں پر صادر ہونے کا جبکہ صفت مشبہ میں فعل کے بکثرت اور تکرار کیساتھ صادر ہونے کا مفہوم شامل ہوتا ہے۔

جیسا کہ اوپر دیے گئے سبق سے ظاہر ہے۔ مذکر و مؤنث کے چھ صیغوں کے علاوہ صفت مشبہ سے جمع تکسیر بھی آتی ہے۔ جیسے طَبِیْبٌ کی جمع اَطِبَّاءُ ۔ شَدِیْدٌ کی جمع اَشِدَّاءُ۔ خَلِیْلٌ کی جمع اَخِلَّاءُ۔ رَحِیْمٌ کی جمع رُحَمَاءُ۔ فَقِیْرٌ کی جمع فُقَرَاءُ

مشق :

۱۔ عَلِمَ یَعْلَمُ سے صفت مشبہ بنائیں اور چھ مختلف صیغے لکھیں۔

۲۔ ذیل کی آیات میں سے صفت مشبہ تلاش کریں۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَہُمْ

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے خلاف بڑا جوش رکھتے ہیں لیکن آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملاطفت کرنے والے ہیں۔ (الفتح ۳۰)

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَالْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۔

لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ سب تعریفوں کا مالک ہے۔ (فاطر ۱۶)

سبق نمبر ۱۴ نحو

عربی قواعد کے علم کو صرف و نحو کہتے ہیں۔

صرف کے لفظی معنی پھیرنے کے ہیں۔اور اصطلاح میں صرف سے مراد ایک مادے سے مختلف الفاظ جنہیں صیغے کہتے ہیں، بنانا اور ان صیغوں کے احوال سے واقف ہونا ہے۔

نحو : اس کے معنی طرف یا کنارے کے ہیں۔اصطلاح میں نحو عربی قواعد کے اس حصہ کو کہتے ہیں جس میں اسم فعل اور حرف کو باہم ترکیب دینے اور ان کے آخری حالات کے متعلق بحث ہوتی ہے۔

نوٹ : یہاں حرف سے مراد حرف تہجی نہیں بلکہ وہ حرف مراد ہے جو دو اسموں یا ایک اسم اور فعل میں رابطے کا کام دے۔ مثلاً زَیْدٌ فِی الدَّارِ۔ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ان مثالوں میں "فِی" اور " بِ" حرف ہیں انہیں حروف معانی (یعنی معنی پیدا کرنے والے حروف) کہتے ہیں

مرکب : دو یا دو سے زیادہ کلموں کے ملنے کو مرکب کہتے ہیں۔اس کی دو قسمیں ہیں۔مرکب مفید، مرکب ناقص۔

مرکب مفید : ایسا مرکب کہ بات کرنے والے سے خبر کا فائدہ حاصل ہو۔

جیسے جَاءَ زَیْدٌ زید آیا، جِئْی بِالْمَاءِ پانی لاؤ

ظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ (توبہ ۴۸) اللہ کا فیصلہ ظاہر ہو گیا

فِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ (ذاریات ۵۱) تم اللہ کی طرف دوڑو۔

مرکب ناقص : وہ مرکب یا کلمات کا مجموعہ جس سے سننے والے کو خبر کا فائدہ حاصل نہ ہو۔

جیسے عَبْدٌ مُؤْمِنٌ مومن غلام، اَمْرُ اللّٰهِ اللہ کا فیصلہ۔

سوال نمبر ۱ : مرکب سے کیا مراد ہے۔اس کی دو بنیادی قسمیں کونسی ہین ؟

سوال نمبر ۲ : ذیل کی مثالوں میں مرکب مفید اور مرکب ناقص کا تعین کریں۔

۱۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

۲۔ اَلشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ راندھا ہوا شیطان۔

۳۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہر تعریف اللہ کیلیے ہے
۴۔ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تمام جہانوں کا رب۔
۵۔ فِیْ قُلُوْبِھِمْ ان کے دلوں میں
۶۔ لَھُمْ عَذَابٌ انکے لیے عذاب ہے۔
۷۔ اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ اپنے رب کی عبادت کرو
۸۔ خَلَقَکُمْ اس نے تمہیں پیدا کیا
۹۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ اللہ بے نیاز ہے۔
۱۰۔ بَحْرٍ لُجِّیٍّ گہرا سمندر

سبق نمبر ۱۵

اعراب و بناء

آخر کی تبدیلی کے لحاظ سے کلمات کی دو قسمیں ہیں۔ ا۔ معرب، ۲۔ مبنی

ا۔ معرب : وہ کلمہ ہے جس کا آخر مختلف عوامل کے آنے سے بدلتا رہے۔

۲۔ مبنی : وہ کلمہ ہے جس کے آخر میں کبھی تغیر نہ ہو۔

معرب کلمہ کی آخری حالت کو اعراب اور مبنی کلمہ کی آخری حالت کو بناء کہتے ہیں۔

اعراب : اسم کے تین اعراب ہیں۔ رفع نصب۔ جر۔ جس اسم پر رفع ہو اسے مرفوع جس پر نصب ہو اسے منصوب اور جس پر جر ہو اسے مجرور کہتے ہیں۔ مثلاً

ا : **رفع=** لَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ (حم سجدہ ۳۵)

۲ : **نصب=** اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ (المومنون ۹۷)

۳ : **جر=** مَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا (انعام ۱۶۱)

مندرجہ بالا مثالوں میں لفظ اَلسَّيِّئَة کی آخری حالت پر غور کریں پہلی مثال میں اَلسَّيِّئَةُ ہے یعنی آخر میں ضمہ ہے اعراب کے لحاظ سے یہ رفع کہلائے گی۔ دوسری مثال میں اَلسَّيِّئَةَ ہے یعنی آخر میں فتحہ ہے اعراب کے لحاظ سے یہ نصب کہلائے گی۔ اور تیسری مثال میں اَلسَّيِّئَةِ ہے یعنی آخر میں کسرہ ہے اعراب کے لحاظ سے یہ جر کہلائے گی۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ لفظ اَلسَّيِّئَة پہلی مثال میں مرفوع، دوسری میں منصوب اور تیسری میں مجرور ہے

مندرجہ ذیل جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کے اعراب پر غور کریں!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ   اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ

اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً   كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

سبق نمبر ۱۶

بناء

کلمہ جس کے آخر میں عامل اثر انداز نہ ہو مبنی کہلاتا ہے اور اس کی آخری حالت کو بناء کہتے ہیں۔

مثلاً : ۱۔ هٰؤُلَاءِ بَنَاتِیْ اِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِيْنَ (حجر ۷۲)

۲۔ اِنَّ هٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ (شعراء ۵۵)

۳۔ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ (بقرہ ۳۲)

ان مثالوں میں سے پہلی میں لفظ هٰؤُلَاءِ محل و مقام کے لحاظ سے مرفوع دوسری میں منصوب اور تیسری میں مجرور ہے۔ مگر یہ لفظ مبنی بر کسرہ ہے یعنی اس کے آخر میں کسرہ مستقل ہے۔ اس لیئے رفعی، نصبی اور جری تینوں حالتوں میں آنے کے باوجود اس کا آخر قائم رہا ہے اور ظاہری لحاظ سے اس میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا۔

نوٹ : معرب اور مبنی کی آخری حالت ظاہر کرنے کا طریق ایک ہے، علامت کے ناموں میں فرق ہے۔ علامات جب معرب کلمے پر آئیں گی تو انھیں رفع۔ نصب اور جر کہیں گے اور جب مبنی کلمہ کے آخر میں ہونگی تو ضمہ، فتحہ، کسرہ کہلائیں گی۔

مثال کے طور پر کلمات حَيْثُ۔ اَنْتَ۔ اَنْتِ تینوں مبنی ہیں لہذا ہم ان کی آخری حرکات کو ضمہ۔ فتحہ اور کسرہ ہی کہیں گے رفع۔ نصب۔ جر نہیں کہہ سکتے۔ اس کے برعکس ذیل کی مثالوں میں

۱۔ اَللّٰهُ غَنِیٌّ لفظ اللہ معرب ہے لہذا پہلی مثال میں اس کی ضمہ کا نام رفع ہے

۲۔ اِنَّ اللّٰهَ قَدِيْرٌ دوسری میں فتحہ کا نام نصب اور تیسری میں اس کی کسرہ کا نام جر ہے

۳۔ لِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ

سبق نمبر ١٧

اعراب کی قسمیں

اسم مُعْرَبْ کا اعراب کبھی حرکت کیساتھ ہوتا ہے یعنی فتحہ ضمہ کسرہ سے اور کبھی حرف کیساتھ یعنی "ا، و، ی" سے

١: اسم مفرد اور جمع مکسر کا رفع ضمہ کیساتھ، نصب فتحہ کیساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ آتی ہے۔

	حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
اسم مُفْرَد	هٰذَا زَيْدٌ	رَأَيْتُ زَيْدًا	مَرَرْتُ بِزَيْدٍ
	هٰذَا دَلْوٌ	رَأَيْتُ دَلْوًا	مَرَرْتُ بِدَلْوٍ
	هٰذَا ظَبْيٌ	رَأَيْتُ ظَبْيًا	مَرَرْتُ بِظَبْيٍ
جمع مُكَسَّر	هٰؤُلَاءِ رِجَالٌ	رَأَيْتُ رِجَالًا	مَرَرْتُ بِرِجَالٍ

٢: تثنیہ جیسے رَجُلَانِ۔ مشابہ تثنیہ لفظا اِثْنَانِ یا مشابہ تثنیہ معنی جیسے کِلَا ان کا رفع الف سے اور نصب و جر "ی" کیساتھ آتی ہے۔

	حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
تثنیہ	جَاءَ رَجُلَانِ	رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ	مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ
مشابہ تثنیہ لفظا	جَاءَ اثْنَانِ	رَأَيْتُ اثْنَيْنِ	مَرَرْتُ بِاثْنَيْنِ
تثنیہ معنی	جَاءَ كِلَا هُمَا	رَأَيْتُ كِلَيْهِمَا	مَرَرْتُ بِكِلَيْهِمَا

٣۔ جمع مذکر سالم جیسے مُسْلِمُوْنَ یا مشابہ جمع لفظاً جیسے عِشْرُوْنَ یا مشابہ جمع معنی جیسے اُولُوْ۔ ان کا رفع "و" کیساتھ نصب و جر "ی" کے ساتھ آتی ہے۔

جَاءَ مُسْلِمُوْنَ	رَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ	مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ
جَاءَ عِشْرُوْنَ	رَأَيْتُ عِشْرِيْنَ	مَرَرْتُ بِعِشْرِيْنَ
جَاءَ اُولُوْ مَالٍ	رَأَيْتُ اُولِيْ مَالٍ	مَرَرْتُ بِاُولِيْ مَالٍ

۴۔ جمع مؤنث سالم کا رفع ضمہ سے اور نصب و جر کسرہ سے آتی ہے۔

جَاءَنِیْ مُسْلِمَاتٌ	رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ	مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ

مندرجہ ذیل آیات میں اسم مفرد جمع مکسر تثنیہ جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم کے استعمال پر غور کریں۔ اور خط کشیدہ الفاظ کا اعراب معلوم کرنیکی کوشش کریں؟

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ ۔ مِنْ رِّجَالِکُمْ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ (بقرہ ۲۸۳)

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (توبہ ۱۱۱)

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (مؤمنون ۲۔۳)

فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ اُوْلٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَا اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا۔ (بنی اسرائیل ۶)

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (نساء ۶۰)

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئٰتِ (هود ۱۱۵)

۔ شَهِیْدَیْنِ: اصل میں شَهِیْدَانِ ہے مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہو گیا ہے لھذا تثنیہ کا الف "ی" میں بدل گیا اور شَهِیْدَیْنِ بن گیا۔

۔ اَلْمُؤْمِنِیْنَ: اصل میں اَلْمُؤْمِنُوْنَ ہے۔ اس سے پہلے حرف مِنْ آیا ہے جو اپنے بعد والے اسم کو جر دیتا ہے چنانچہ جمع کی "واو" جر کی علامت کے طور پر "ی" میں بدل گئی اَلْمُؤْمِنِیْنَ بن گیا۔

۔ اَلْحَسَنٰتِ: اِنَّ اپنے بعد والے اسم کو نصب دیتا ہے مگر اوپر بیان کردہ قاعدہ کے مطابق اَلْحَسَنٰتِ میں نصب فتحہ کی بجائے کسرہ کے ساتھ آئی ہے۔

سبق نمبر ۱۸

مرکب

دو یا دو سے زیادہ کلمات کے مجموعہ کو مرکب کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مرکب مفید **۲۔ مرکب ناقص** (ان کا کچھ ذکر سبق ۱۴ میں گذرا ہے)

۱۔ مرکب مفید۔ سے مراد وہ مرکب ہے جس سے سننے والے کو کوئی خبر حاصل ہو (اس کی وضاحت اگلے سبق میں آئے گی)۔

۲۔ مرکب ناقص : کلمات کا ایسا مجموعہ جس سے کوئی خبر نہ ملے، بلکہ مزید کسی چیز کے سننے کا انتظار رہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں ۱۔ مرکب اضافی ۲۔ مرکب توصیفی۔

۱۔ مرکب اضافی : اضافت کے لفظی معنے نسبت دینے کے ہیں۔ مرکب اضافی سے مراد ایسا مرکب ہے جس میں ایک چیز کو دوسری کیطرف نسبت دی جاتی ہے۔ جیسے عَبْدُاللّٰہِ یعنی اللہ کا بندہ۔ کِتَابُ اللّٰہِ اللہ کی کتاب۔ ان مثالوں میں عَبْدٌ اور کِتَابٌ مضاف اور اللہ مضاف الیہ ہے۔ گویا مرکب اضافی میں جس چیز کو نسبت دی جارہی ہو وہ مضاف اور جس چیز سے نسبت دی جائے وہ مضاف الیہ کہلاتا ہے۔

مضاف کا اِعْرَاب گزشتہ عامل کی نسبت سے ہوتا ہے اور مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔

مضاف پر تنوین نہیں آتی نیز "ال" نہیں آتا سوائے اس کے کہ مضاف اسم فاعل، اسم مفعول یا صفت مشبہ ہو جیسے الطَّوِیْلُ الْقَامَۃِ۔

درج ذیل جملوں میں اضافت کے استعمال پر غور کریں :۔

لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ۔

اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ۔

مُخْرِجُ الْمَیِّتِ۔

عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ۔

سبق نمبر ۱۹

مرکب توصیفی

توصیف کے معنی وصف بیان کرنے کے ہیں۔ مرکب توصیفی سے مراد ایسا مرکب ہے جس میں ایک کلمہ دوسرے کلمہ کی صفت بیان کرتا ہے جیسے :۔

كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ ۔ چمکتا ہوا ستارہ

اَلشَّيْطَانُ الرَّجِيْمُ۔ دھتکارا ہوا شیطان

(فِيْ) كِتَابٍ مَّكْنُوْنٍ۔ چھپی ہوئی کتاب (میں)

مرکب توصیفی میں جس چیز کا وصف بیان کیا جائے وہ موصوف کہلاتا ہے اور وصف بیان کرنے والا کلمہ اس موصوف کی صفت کہلاتا ہے۔ اوپر کی مثالوں میں كَوْكَبٌ، الشَّيْطَانُ اور كِتَابٍ موصوف اور دُرِّيٌّ، الرَّجِيْمُ اور مَكْنُوْنٍ صفت ہیں۔

اعراب، نکرہ اور معرفہ اور تذکیر و تانیث میں صفت موصوف کے تابع ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا مثالوں میں سے پہلی مثال میں كَوْكَبٌ نکرہ ہے، مرفوع ہے اور مذکر ہے اس لیئے اسکی صفت دُرِّيٌّ بھی نکرہ ہے مرفوع ہے اور مذکر ہے۔ دوسری مثال میں لفظ شَيْطَان الف لام کیساتھ معرفہ آیا ہے مذکر ہے مرفوع ہے اسلیئے اسکی صفت الرَّجِيْمُ بھی الف لام کے ساتھ ہے مذکر ہے اور مرفوع ہے۔ تیسری مثال میں كِتَابٌ نکرہ ہے مجرور ہے لھذا اسکی صفت مَكْنُوْنٍ بھی نکرہ ہے مجرور ہے۔

درج ذیل آیات میں مرکب توصیفی کے استعمال پر غور کریں :۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (الفاتحہ)

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ (ابراہیم ۲۵)

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (فاطر ۱۱)

رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ (الفتح ۲۶)

سبق نمبر ۲۰ مرکب مفید

مرکب مفید سے مراد دو یا دو سے زیادہ کلمات کا ایسا مجموعہ ہے جس سے مخاطب کو مطلب معلوم ہو جائے اور مزید بات کا انتظار نہ رہے۔ اَللّٰہُ خَبِیْرٌ اللہ باخبر ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ قَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مَعَکُمْ اللہ نے فرمایا میں تمھارے ساتھ ہوں۔ فَسْئَلْ بِہٖ خَبِیْرًا تو اس کے متعلق سوال کرے تو خبیر سے سوال کر (فرقان ۶۰)

مرکب مفید کو جملہ بھی کہتے ہیں اور جملہ دو قسم کا ہوتا ہے۔

۱۔ جملہ اسمیہ ۲۔ جملہ فعلیہ

جملہ اسمیہ وہ مرکب مفید ہے جس کی ابتدا اسم سے ہو اور جملہ فعلیہ وہ مرکب مفید ہے جس کی ابتدا فعل سے ہو۔ اوپر کی مثالوں میں پہلی دو جملہ اسمیہ اور دوسری دو جملہ فعلیہ ہیں۔

جملہ اسمیہ : اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ۱۔ مبتدأ ۲۔ خبر

اَللّٰہُ خَبِیْرٌ میں اللہ مبتدأ اور خَبِیْرٌ خبر ہے۔

مبتدأ : معرفہ ہوتا ہے (یعنی ایسا اسم ہوتا ہے جو معین چیز پر دلالت کرے) خبر : اکثر نکرہ ہوتی ہے ("نکرہ" ایسا اسم ہے جو کسی عام چیز پر دلالت کرے) تاہم خبر کبھی معرفہ بھی آتی ہے

اَللّٰہُ غَنِیٌّ اللہ بے نیاز ہے، اَللّٰہُ غَفُوْرٌ اللہ بخشنہار ہے

اَللّٰہُ الصَّمَدُ اللہ کسی کا محتاج نہیں سب اس کے محتاج ہیں۔

نکرہ کبھی مبتدا بن جاتا ہے۔ جبکہ خاص بنانے والی چیز اس کے ساتھ ہو۔

لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکٍ: عَبْدٌ نکرہ ہے مگر مُؤْمِنٌ صفت نے اسے مبتدأ کے لائق بنادیا ہے۔

سَلَامٌ عَلَیْکَ : سَلَامٌ نکرہ ہے سَلَامٌ کا مفہوم ہے میری طرف سے سلامتی کی دعا۔ گویا یہ سَلَامِیْ ہے اور یاء متکلم کی طرف اس کی نسبت اسے مبتدأ بننے کے قابل بنا رہی ہے۔

درج ذیل مثالوں میں سے جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کا تعین کریں۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ۔ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ ۔

لَاَمَۃٌ مُّؤْمِنَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکَۃٍ۔ اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ ۔ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ۔

سبق نمبر ۲۱

جملہ فعلیہ کے اجزاء : فعل ، فاعل، مفعول

فعل اپنے اثر کے لحاظ سے دو قسم کا ہوتا ہے : فعل لَازِم۔ فعل مُتَعَدِّی

۱۔ **فعل لازم** وہ فعل ہے جو صرف اپنے فاعل یعنی کرنیوالے کو چاہے اور بات پوری ہو جائے

ذَهَبَ اللّٰهُ اللہ چلا گیا۔ جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ اللہ کی مدد آگئی۔ اِرْجِعِیْ تو لوٹ آ

ان تینوں جملوں میں فعل اور فاعل استعمال ہوا ہے۔ اور تینوں اپنے معنوں کے لحاظ سے مکمل ہیں۔ فاعل کے اعراب پر بھی غور کریں۔ پہلی مثال میں اللّٰہُ دوسری میں نَصْرُ فاعل ہے اور یہ دونوں مرفوع ہیں۔ فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے۔ تیسرے جملے "اِرْجِعِیْ" میں فاعل ظاہر طور پر نہیں آیا اِرْجِعِیْ امر مخاطب واحد مؤنث کا صیغہ ہے (اے مخاطب تو لوٹ آ) اَنْتِ ضمیر جو اس میں مستتر ہے یعنی چھپی ہوئی ہے فاعل ہے۔ چنانچہ اَنْتِ ضمیر ظاہر لائے بغیر بھی یہ مکمل جملہ ہے۔

۲۔ **فعل متعدی** : وہ فعل ہوتا ہے جس کا اثر فاعل سے ہوتا ہوا مفعول تک پہنچے۔ (فاعل فعل کے کرنے والے کو کہتے ہیں اور مفعول اس چیز کو کہتے ہیں جس پر فعل واقع ہو)۔

خَلَقَ اللّٰهُ الْاَرْضَ اللہ نے زمین بنائی۔ كَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا۔ ہم نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۔ اللہ نے اپنے رسول کو اس رؤیا کا مضمون سچ کر دکھایا۔

ان جملوں میں مفعول کے اعراب پر غور کیجئے۔ الْاَرْضَ ، الْعِظَامَ ، لَحْمًا ، رَسُوْلَه ، الرُّؤْيَا یہ سب مفعول ہیں اور ان سب کا اعراب نصب ہے۔ گویا مفعول ہمیشہ منصوب ہوتا ہے خواہ وہ نصب ظاہری یعنی فتحہ کی صورت میں ہو جیسے پہلے چار الفاظ میں، خواہ نصب تقدیری ؎ ہو جیسے الرُّؤْيَا میں۔

؎ اعراب تقدیری سے مراد یہ ہے کہ عامل کا اثر تو کلمہ پر موجود ہو مگر رفع ،نصب ،جر، "ضمہ، فتحہ اور کسرہ" کی صورت میں دکھائی نہ دیں۔

نوٹ : جملہ فعلیہ میں مفعول ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔

جَعَلْنَا نَوْمَکُمْ سُبَاتاً ۔ ہم نے تمھاری نیند کو موجب راحت بنایا۔

ترتیب کے لحاظ سے پہلے فعل پھر فاعل اور پھر مفعول آتا ہے ، تاہم اگر تاکید اور زور دینا مقصود ہو تو کبھی مفعول فاعل سے پہلے ،بلکہ کبھی فعل سے پہلے بھی آجاتا ہے۔

اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْنِّیْ اَعْبُدُ (زمر ۶۵)

کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی اور ہستی کی عبادت کروں !!

درج ذیل آیات میں خط کشیدہ الفاظ کا اعراب اور اس کی وجہ معلوم کریں :۔

وَعَدَ اللّٰه الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ (توبہ ۷۲)

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحہ)

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کِفَاتًا (المرسلت ۲۶)

لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ (بنی اسرائیل ۳۲)

لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآءُ هَا (الحج ۳۸)

سبق نمبر ۲۲

ضمائر منصوبہ

سبق نمبر ۱ میں ہم پڑھ آئے ہیں کے اسم دو قسم کا ہوتا ہے ۱۔اسم ظاہر ۲۔اسم ضمیر

۱۔اسم ظاہر : وہ کلمہ ہے جو کسی چیز، جگہ یا شخص کا نام ہو جیسے کِتَابٌ ، مَدِيْنَةٌ ، زَيْدٌ

۲۔اسم ضمیر : وہ کلمہ ہے جو متکلم، مخاطب یا غائب کی جگہ آئے۔ اَنَا ، اَنْتَ ، هُوَ۔

یہ ضمائر ہم آغاز میں پڑھ آئے ہیں مگر یہ ضمائر مرفوعہ ہیں یعنی یہ ایسی حالت میں استعمال ہوتے ہیں کہ ان کا اعراب رفع ہوتا ہے۔اس سبق میں ہم ضمائر منصوبہ پڑھ رہے ہیں۔یعنی وہ ضمائر جو نصبی حالت میں استعمال ہوتے ہیں۔یہ جملہ فعلیہ میں فعل، فاعل کے بعد مفعول کی جگہ پر آتے ہیں اور مفعول کے بارہ میں آپ جانتے ہیں کہ اس کا اعراب نصب ہوتا ہے۔

اُشْكُرُكَ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا یا کرتی ہوں	اُشْكُرُهُ میں اس مرد کا شکریہ ادا کرتا ہوں / کرتی ہوں
اُشْكُرُكُمَا تم دونوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں / کرتی ہوں	اُشْكُرُهُمَا میں ان دونوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں / کرتی ہوں
اُشْكُرُكُمْ تم سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں / کرتی ہوں	اُشْكُرُهُمْ ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں / کرتی ہوں
اُشْكُرُكِ تمہارا (مؤنث کا) شکریہ ادا کرتا ہوں / کرتی ہوں	اُشْكُرُهَا اس مؤنث کا شکریہ ادا کرتا ہوں / کرتی ہوں
اُشْكُرُكُمَا تم دونوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں / کرتی ہوں	اُشْكُرُهُمَا ان دونوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں / کرتی ہوں
اُشْكُرُكُنَّ تم سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں / کرتی ہوں	اُشْكُرُهُنَّ میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں / کرتی ہوں
اُنْصُرْنِيْ میری مدد کرو	اُنْصُرْنَا ہماری مدد کرو

یہ ضمائر ہمیشہ فعل کے ساتھ مل کر آتے ہیں اس لئے انہیں ضمائر متصلہ منصوبہ (ملے ہوئے ضمائر) کہتے ہیں تاہم اگر مفعول کے بارہ میں تاکید اور تخصیص مقصود ہو یا کسی اور وجہ سے اس ضمیر کو علیحدہ لایا جائے تو اس کے ساتھ شروع میں "اِيَّا" لگاتے ہیں۔

ضمائرِ مُنفصِلہ منصوبہ

	واحد	تثنیہ	جمع		واحد	تثنیہ	جمع
مذکر غائب	اِیَّاہُ	اِیَّاھُمَا	اِیَّاھُمْ	مؤنث غائب	اِیَّاھَا	اِیَّاھُمَا	اِیَّاھُنَّ
مذکر مخاطب	اِیَّاکَ	اِیَّاکُمَا	اِیَّاکُمْ	مؤنث مخاطب	اِیَّاکِ	اِیَّاکُمَا	اِیَّاکُنَّ
واحد متکلم		اِیَّایَ		جمع متکلم		اِیَّانَا	

نوٹ: یہی ضمائر اگر اسم کے ساتھ آئیں تو مضاف الیہ بن کر آتے ہیں اور مضاف الیہ آپ جانتے ہیں کہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔ لہذا اسم کے ساتھ مل کر آنے کی صورت میں یہ ضمائر متصلہ مجرورہ کہلاتے ہیں۔ کِتَابُہٗ۔ اس کی کتاب قَلَمِیْ۔ میرا قلم رَبُّکَ۔ تیرا رب۔ ذیل کی آیات میں ضمائر منصوبہ کا استعمال ملاحظہ کریں۔

قَالَ شُرَکَآؤُھُمْ مَاکُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ (یونس ۲۹)

ان کے (خود ساختہ) شریک کہیں گے تم ہماری عبادت تو نہیں کرتے تھے۔

نَحْنُ نَرْزُقُھُمْ وَاِیَّاکُمْ۔ (بنی اسرائیل ۳۲) انہیں بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔

اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ۔ (حم سجدہ ۳۸) اگر تم پکے مؤحد ہو

نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاھُمْ۔ (الانعام ۱۵۲) ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی۔

اِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ (بقرہ ۴۱) مجھ ہی سے اور صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

ذیل کی آیات میں ضمائر مجرورہ کا استعمال ملاحظہ کریں۔

اَفَاَصْفٰکُمْ رَبُّکُمْ بِالْبَنِیْنَ (بنی اسرائیل ۴۱)

کیا تمھارے رب نے تم کو لڑکوں کی نعمت سے مخصوص کر دیا ہے۔

اِنَّہٗ مِنْ کَیْدِکُنَّ۔ یہ جھگڑا یقیناً تمھاری چالاکی سے (پیدا ہوا) ہے۔ (یوسف ۲۹)

سبق نمبر ۲۳

فعل معروف   فعل مجہول

فاعل اور مفعول کی نسبت سے فعل دو طرح کا ہوتا ہے۔ فعل معروف۔ فعل مجہول

۱ : **فعل معروف۔** فعل جس کے فاعل یعنی کرنے والے کا کسی نہ کسی رنگ میں ذکر موجود ہو اسے فعل معروف کہتے ہیں۔ جیسے قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ تم نے قرآن شریف پڑھا۔ قَرَأْتَ میں ایک فعل ہے اور مخاطب تَ اس فعل کا کرنے والا ہے۔ اَلْقُرْاٰنُ مفعول ہے۔ گویا اس جملہ میں قَرَأْتَ فعل معروف ہے اسی طرح نَصَرَ اس نے مدد کی۔ یَنْصُرُ وہ مدد کرتا ہے اُنْصُرْ تم مدد کرو سب فعل معروف ہیں۔

۲ : **فعل مجہول۔** وہ فعل جس میں فاعل کا ذکر نہیں ہوتا، تاہم مفعول یعنی جس پر وہ فعل واقع ہوا ہو اس کا ذکر ہوتا ہے جیسے قُرِئَ الْقُرْاٰنُ قرآن شریف پڑھا گیا۔ (کس نے پڑھا اس کا ذکر نہیں) فعل مجہول میں چونکہ فاعل کا ذکر نہیں ہوتا اس لئے مفعول کو فاعل کی جگہ لا کر اس کو مرفوع استعمال کیا جاتا ہے۔ اعراب کے لحاظ سے مفعول فاعل کی جگہ آجاتا ہے۔ یعنی منصوب ہونے کی بجائے مرفوع ہوتا ہے اس لیئے اسے نائب فاعل کہتے ہیں۔ جیسے ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً اللہ نے ایک مثال بیان کی ۔ اس جملہ میں سے اللہ کا ذکر نکال دیں تو بن جائے گا ضُرِبَ مُثَلٌ ایک مثال بیان کی گئی۔ مثلاً جو پہلے جملہ میں مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب تھا دوسرے جملہ میں مَثَلٌ بن گیا یعنی فاعل کی جگہ آنے کی وجہ سے مرفوع ہو گیا۔

درج ذیل افعال بھی مجہول ہیں۔

یُنْصَرُ اسکی مدد کی جاتی ہے، لِیُنْصَرْ چاہیے کہ اُس کی مدد کی جائے، قُتِلَ وہ قتل کیا گیا۔

باب ثلاثی مجرد میں فعل معروف اور فعل مجہول کی پہچان :-

باب ثلاثی مجرد کے فعل ماضی معروف میں فاء کلمہ یعنی پہلا حرف ہمیشہ فتحہ کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ فعل ماضی مجہول میں فاء کلمہ ضمہ کے ساتھ اور عین کلمہ ہمیشہ کسرہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے : قَتَلَ اس نے قتل کیا، قُتِلَ وہ قتل کیا گیا، عَثَرَ عَلَی السِّرِّ اس نے بھید معلوم کرلیا عُثِرَ (بھید) کھل گیا۔ ثَقِفُوْا انہوں نے پایا۔ ثُقِفُوْا وہ پائے گئے۔

باب ثلاثی مجرد سے فعل مضارع مجہول :۔

فعل مضارع مجہول کے حرف مضارع پر ہمیشہ ضمہ آتی ہے اور عین کلمہ مفتوح ہو تا ہے۔(فاء کلمہ اور عین کلمہ وغیرہ کی وضاحت کیلیے دیکھئے سبق نمبر ۳) جیسے فعل مضارع معروف : یَذْکُرُ وہ ذکر کرتا ہے سے مجہول یُذْکَرُ اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یَرْجِعُوْنَ وہ لوٹتے ہیں یُرْجَعُوْنَ انہیں لوٹایا جاتا ہے۔

درج ذیل آیات میں فعل معروف نائب فاعل اور مفعول پر غور کریں۔

فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ(النحل ۹۹)

جب تو قرآن پڑھنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کر۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ(الاعراف ۲۰۵)

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے بغور سنا کرو۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا (الزخرف ۵۸)

جب بھی ابن مریم کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

حَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ تَجْرِىْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ (القمر ۱۵)

ہم نے اسکو ایک تختوں اور کیلوں والی چیز پر اٹھالیا۔وہ ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی یہ اس شخص کی جزا تھی جسکا انکار کیا گیا۔

نوٹ : جَعَلَ کے دو مفعول آتے ہیں اور ضَرَبَ مذکورہ مثال میں جَعَلَ کی طرح استعمال ہوا ہے مگر فعل مجہول ہونے کی وجہ سے پہلا مفعول ابْنَ مَرْيَمَ نائب فاعل بن کر مرفوع ہو گیا اور دوسرا مفعول مثلاً منصوب ہے۔

سبق نمبر ۲۴

حروف علت

لفظ علت علیل سے ہے جس کے معنی بیمار کے ہیں۔ ا،و،ی کو حروف علت کہتے ہیں اس لیے کہ یہ مختلف حالات میں آپس میں بدلتے رہتے ہیں مثلاً : بَیَعَ سے بَاعَ ،قَوَلَ سے قَالَ، تَرٰی سے لَمْ تَرَ، تَدْعُوْ سے اُدْعُ

نوٹ : جس کلمہ میں حروف علت استعمال ہوں اسے معتل کہتے ہیں۔ یہ حروف کلمے کے شروع ،درمیان اور آخر میں بھی آسکتے ہیں۔ وَعَدَ یَسُرَ وَلِیَ وَقٰی

حروف علت کے استعمال کو سمجھنا بہت زیادہ محنت طلب ہے اور مہارت کا تقاضا کرتا ہے، لہذا یہاں اس کی مکمل بحث شامل نہیں کی جارہی ،ایک مبتدی کو ان کے استعمال کا تصور دینا مقصود ہے۔ تجربہ کے ساتھ ان کے سمجھنے کا ملکہ پیدا ہوگا۔

حسب قاعدہ حرف علت کی تبدیلی کو "تعلیل" کہتے ہیں۔ حرف علت کبھی تبدیل ہوتا ہے اور کبھی ساقط ہو جاتا ہے۔اس کے استعمال کی وضاحت کیلیے چند مثالیں درج کی جارہی ہیں۔

قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ (تمہارے دل سخت ہو گئے)

قَسَتْ۔اس کا مادہ ق ،س، و ہے باب نَصَرَ یَنْصُرُ سے فعل ماضی واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے اصل میں نَصَرَتْ کی طرح قَسَوَتْ تھا۔ "و" سے پہلے فتحہ ہے لہذا "و" الف بن کر یہ لفظ قَسَاتْ ہو گیا۔ اب گویا الف اور ت دو ساکن اکٹھے ہو گئے۔ اصول یہ ہے کہ دو ساکن اکٹھے ہوں تو ایک ساقط ہو جاتا ہے لہذا الف ساقط ہو گیا قَسَتْ باقی رہ گیا۔

قُلْتُ (میں نے کہا) اس کا مادہ ق،و،ل ہے اور باب نَصَرَ یَنْصُرُ سے نَصَرْتُ کی طرح فعل ماضی واحد متکلم کا صیغہ ہے اصل میں یہ نَصَرْتُ کی طرح قَوَلْتُ تھا واؤ تعلیل کے بعد یعنی قَالْتُ بننے کے بعد الف ساقط ہو کر قَلْتُ بن گیا۔ قاعدہ یہ ہے کہ عین کلمہ میں واؤ مفتوح یا مضموم ساقط ہو تو فا کلمہ کو ضمہ دیتے ہیں لہذا یہ قُلْتُ بن گیا۔

اَتَوْا (وہ آئے) اس کا مادہ ء ت ی ہے اور باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے ضَرَبُوْا کی طرح

فعل ماضی جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اصل میں اَتَیُوْا تھا جو اَتَاوْا بنا پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا اور اَتَوْا بن گیا۔

رَضُوْا (وہ راضی ہو گئے) اس کا مادہ ر، ض، و ہے اور باب عَلِمَ یَعْلَمُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اصل میں یہ عَلِمُوْا کی طرح رَضِوُوْا تھا۔ حرف علت ساقط ہونے سے رَضِوْا رہ گیا اور آخری حرف "واؤ ساکن" کی مناسبت سے ماقبل کسرہ ضمہ میں بدل گئی رَضُوْا بن گیا۔

طِبْنَ۔ اس کا مادہ ط، ی، ب ہے باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے فعل ماضی جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے اصل میں یہ ضَرَبْنَ کی طرح طَیَبْنَ تھا ی حرف علت ساقط ہو گیا تو طَبْنَ رہ گیا۔ اب قاعدہ یہ ہے کہ ماضی کے عین کلمہ میں "واؤ" مکسور یا "یاء" الف بن کر گر جائے تو فاء کلمہ کو کسرہ دیتے ہیں۔لہذا طَبْنَ سے طِبْنَ بن گیا۔

مُتُّمْ۔ اس کا مادہ م، و، ت ہے باب نَصَرَ یَنْصُرُ سے فعل ماضی جمع مذکر مخاطب کا صیغہ ہے۔ اصل میں یہ نَصَرْتُمْ کی طرح مَوَتْتُمْ تھا حرف علت ساقط ہو گیا ت ساکن دوسری ت میں مدغم ہو گئی۔مَتُّمْ بن گیا۔اب یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ ساقط ہونے والا حرف علت "واو" ہے اس سے پہلے والے حرف کی حرکت ضمہ ہو گئی مُتُّمْ بن گیا۔

مِتُّ۔ اس کا مادہ م ی ت ہے اور باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے فعل ماضی واحد متکلم کا صیغہ ہے یہ اصل میں ضَرَبْتُ کی طرح مَیَتْتُ تھا حرف علت "ی" ساقط ہو گیا اور ت ساکن دوسری ت میں مدغم ہو گئی اور مَتُّ بن گیا۔ قاعدہ یہ ہے کہ ساقط ہونے والا حرف واو مکسور یا یاء ہو تو فاء کلمہ کو کسرہ دی جاتی ہے۔لہذا "ی" کے ساقط ہونے کی وجہ سے قاعدہ کے مطابق مَتُّ سے مِتُّ بن گیا۔

خِفْتُمْ۔اس کا مادہ خ۔و۔ف اور باب عَلِمَ یَعْلَمُ سے فعل ماضی جمع مذکر مخاطب کا صیغہ ہے۔اصل میں یہ عَلِمْتُمْ کی طرح خَوِفْتُمْ تھا۔"واو" حرف علت ساقط ہوا خَفْتُمْ رہ گیا۔اب قاعدہ کے مطابق عین کلمہ سے واو مکسور گرنے کی وجہ سے فاء کلمہ کو کسرہ دی تو خِفْتُمْ بن گیا۔

قِ ۔ اس کا مادہ و،ق ،ی ہے یہ باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے فعل امر مخاطب واحد مذکر کا صیغہ ہے اصل میں تَضْرِبُ کی طرح تَوْقِیُ سے بنا ہے واو کے ساقط ہونے سے تَقِیْ باقی رہ گیا۔ فعل امر بنانے کیلئے حرف مضارع یعنی پہلا "ت" ساقط کیا اور قاعدہ کے مطابق لام کلمہ والا حرف علت فعل امر کے بننے سے ساقط ہو کر قِ باقی رہ گیا

سِنَۃٌ۔ و،س ،ن اس کا مادہ ہے باب عَلِمَ یَعْلَمُ سے مصدر ہے (وَسِنَ یَوْسَنُ کا مطلب ہے نیند غالب آگئی) قاعدہ یہ ہے کہ جس فعل کے فاء کلمہ میں واو ہو مصدر میں وہ واو ساقط ہو جاتی ہے اور اس کے عوض میں آخر میں ۃ لاتے ہیں۔ وَھَبَ یَھَبُ سے ھِبَۃٌ، وَعَظَ یَعِظُ سے عِظَۃٌ

مِیْثَاق۔ و،ق ،ت اس کا مادہ ہے باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے مِضْرَابٌ کی طرح اسم آلہ ہے۔ مِوْقَات۔ "واو" ما قبل کسرہ کیوجہ سے ی بن گئی مِیْقَات بن گیا۔ یعنی وقت معلوم کرنے کا ذریعہ، مقررہ جگہ، وعدہ۔ (مِیْقَات کی جمع مَوَاقِیْت ہے)

سبق نمبر ۲۵

فعل مضارع کو نصب دینے والے عوامل کی وضاحت

۱ : اَنْ: یہ حرف کلام کے درمیان میں آتا ہے اور فعل مضارع کو مصدر کے معنے پہنا تا ہے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

اللہ کے رسول کو تکلیف دینا تمہارے لیے جائز نہیں (الاحزاب ۵۴)

کبھی یہ ابتداء میں بھی آجاتا ہے۔

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ (البقرہ ۱۸۵) تمہارا روزے رکھ لینا تمھارے حق میں بہتر ہے۔

۲ : لَنْ: یہ حرف فعل مضارع کو مستقبل کے زمانے سے خاص کر دیتا ہے اور تاکید نفی پیدا کرتا ہے

لَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ تمہارا بھاگنا تمہیں ہرگز نفع نہیں دے گا (الاحزاب ۱۷)

۳ : كَيْ: یہ حرف کلام کے درمیان میں آتا ہے سبب اور تعلیل کا فائدہ دیتا ہے۔ کلام میں اس سے پہلے والا حصہ بعد والے حصے کا سبب بنتا ہے۔

اَشْرِكْهُ فِيْ اَمْرِيْ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا۔ (طہ ۳۳)

اسے میرے کام میں شریک کر تاکہ ہم کثرت سے تیری تسبیح کریں

فَرَجَعْنٰكَ اِلٰى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا۔ (طہ ۴۱)

اور اس طرح ہم نے تجھے تیری ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔

۴ : اِذَنْ، اِذًا: یہ حرف جواب، بدلہ اور نتیجہ کو ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے۔ اور عامل تب بنتا ہے جب فعل مضارع کیساتھ مل کر آئے۔ اگر اس کے اور فعل مضارع کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جائے تو اسکا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے : وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلَافَكَ اِلَّا قَلِيْلًا (بنی اسرائیل ۷۷) اگر ایسا ہوا تو وہ خود بھی تیرے

بعد تھوڑا عرصہ ہی محفوظ رہیں گے۔ یَلْبَثُوْا منصوب ہونے کی بجائے یَلْبَثُوْنَ مرفوع ہی استعمال ہوا ہے کیونکہ درمیان میں لا آگیا ہے۔ (اِذًا قرآن مجید میں زیادہ تر فعل ماضی کیساتھ ہی استعمال ہوا ہے)۔

۵ :عامل ناصب مقدر:۔

فعل مضارع کے عوامل بعض اوقات مذکور نہیں ہوتے مگر ان کا عمل فعل مضارع پر ظاہر ہوتا ہے۔

نوٹ : عامل مقدر سے مراد وہ عامل ہے جو موجود نہ ہو مگر کلمے پر اسکا اثر ظاہر ہو۔

۱+۲ : حَتّٰی اور اَوْ کے بعد عامل ناصب مقدر ہوتا ہے لَا اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا۔ (الکھف :۶۱)

اور میں (قائم رہنے سے) نہیں ٹلوں گا یہاں تک کہ ان دونوں سمندروں کے اکٹھے ہونے کے مقام پر پہنچ جاؤں۔

(یہاں "حَتّٰی" اور "اَوْ" کے بعد اَنْ مقدر ہے)

۳ : لام جحد کے بعد (عامل ناصب مقدر ہوتا ہے) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ (الانفال ۳۴) لیکن اللہ انہیں اسی حالت میں عذاب نہیں دے سکتا تھا۔

۴ : فاء سببیہ کے بعد لَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِیْ (طہٰ ۸۲)

اس کے بارہ میں ظلم سے کام نہ لینا، تا ایسا نہ ہو کہ تم پر میرا غضب نازل ہو جائے۔

۵ :کَیْ کے معنوں والے لام کے بعد

وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى (طہٰ ۸۵)

اور اے میرے رب میں اس لیے جلدی سے تیرے پاس آیا ہوں کہ تو خوش ہو جائے۔

وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا۔ (البقرة ۲۳۲)

انہیں، تکلیف دینے کے لئے کہ ان پر زیادتی کرو، مت روکو۔

؎ اس لام کو لام جحد اس لئے کہتے ہیں کہ یہ منفی کے ساتھ خاص ہے یعنی اس سے قبل کلام منفی ہوتا ہے۔

سبق نمبر ۲۶

باب افعال، فعل مضارع کو نصب دینے والے عوامل کا استعمال

ا : اب تک ہم نے ثلاثی مجرد کے چھ ابواب پڑھے ہیں۔ ثلاثی کا مطلب تین حروف والا اور مجرد کا مطلب اکیلا ہے ثلاثی مجرد سے مراد صرف تین والا ہے۔باب سے مراد ایک مادے سے خاص شکل اور وزن پر بننے والے فعل ماضی، مضارع، اسم فاعل، اسم مفعول وغیرہ کا مجموعہ ہے۔باب ثلاثی مجرد کو ثلاثی مجرد اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے فعل ماضی کا پہلا صیغہ، جو واحد مذکر غائب کا صیغہ ہوتا ہے اس میں صرف تین حروف استعمال ہوتے ہیں۔باقی صیغوں میں گو حروف زائد لائے جاتے ہیں تاکہ مختلف صیغے بنائے جا سکیں تاہم باب ثلاثی مجرد ہی کہلاتا ہے۔

ثلاثی مزید۔ مزید کا مطلب زیادہ کرنا ہے۔ ثلاثی مزید سے مراد یہ ہے کہ باب ثلاثی مجرد کے فعل ماضی کے پہلے صیغے میں ایک یا کچھ حروف کا اضافہ کیا جائے۔ذَهَبَ ۔ وہ گیا۔اس کے شروع میں "ء" لائیں تو یہ ثلاثی مزید بن جائے گا۔اَذْهَبَ ۔وہ لے گیا۔اس کا مضارع بنے گا يُذْهِبُ ۔وہ لیجاتا ہے اس کا مصدر ہوگا اِذْهَابٌ، اسم فاعل بنے گا مُذْهِبٌ لے جانے والا۔وزن کے لحاظ سے دیکھیں تو یہ بنے گا اَفْعَلَ يُفْعِلُ مصدر اِفْعَالٌ ۔ ثلاثی مزید کے ابواب کا نام انکے مصدر ہی سے لیا جاتا ہے۔ ثلاثی مزید کے بارہ ابواب ہیں جن میں سے ایک اِفْعَال ہے۔

ب : فعل مضارع میں تاکید :۔

فعل مضارع اور نہی کے آخر میں نون مُشدّد آتا ہے جو تاکید کے معنی پیدا کرتا ہے اسے نون ثقیلہ کہتے ہیں یہ نون کبھی بغیر تشدید کے بھی آتا ہے اس صورت میں یہ نون خفیفہ کہلاتا ہے۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَ غْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (المجادلہ ۲۲)

اللہ نے فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔

وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ (العنکبوت ۱۲)

اللہ ضرور ظاہر کردے گا ان کو بھی جو ایمان لائے اور ان کو بھی جو منافق ہیں۔

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ(النساء ۱۲۰)

ان سے باصرار یہ خواہش کرونگا کہ وہ مخلوق خدا میں تبدیلی کریں۔

ج : فعل مضارع کو نصب دینے والے عوامل :اَنْ۔لَنْ۔کَیْ۔اِذَنْ ہیں ان عوامل کے آنے سے فعل مضارع پر نصب آتی ہے جو کبھی فتحہ کی صورت میں ہوتی ہے کبھی نون اعرابی کے ساقط ہونے کی صورت میں اور کبھی نصب تقدیری ہوتی ہے۔(یعنی ظاہری طور پر صیغہ کی بناوٹ پر کوئی اثر دکھائی نہیں دیتا)

نوٹ : فعل مضارع میں تثنیہ اور جمع مذکر کے صیغوں میں آخری نون نون اعرابی کہلاتا ہے جیسے تُسْلِمِیْنَ تُسْلِمَانِ، تُسْلِمُوْنَ میں۔

سَلِمَ يَسْلَمُ سے باب افعال بنے گا اَسْلَمَ يُسْلِمُ اس سے مختلف صیغے درج ذیل ہیں۔

	فعل ماضی	فعل مضارع	فعل مضارع منصوب
اَنَا	اَسْلَمْتُ	اُسْلِمُ	اَنْ اُسْلِمَ (نصب فتحہ کیساتھ)
اَنْتَ	اَسْلَمْتَ	تُسْلِمُ	اَنْ تُسْلِمَ (نصب فتحہ کیساتھ)
اَنْتُمَا	اَسْلَمْتُمَا	تُسْلِمَانِ	اَنْ تُسْلِمَا (نون اعرابی ساقط ہو گیا)
اَنْتُمْ	اَسْلَمْتُمْ	تُسْلِمُوْنَ	اَنْ تُسْلِمُوْا (نون اعرابی ساقط ہو گیا)
هُوَ	اَسْلَمَ	يُسْلِمُ	اَنْ يُّسْلِمَ (نصب فتحہ کیساتھ)
هُمَا	اَسْلَمَا	يُسْلِمَانِ	اَنْ يُّسْلِمَا (نون اعرابی ساقط ہو گیا)
هُمْ	اَسْلَمُوْا	يُسْلِمُوْنَ	اَنْ يُّسْلِمُوْا (نون اعرابی ساقط ہو گیا)
اَنْتِ	اَسْلَمْتِ	تُسْلِمِيْنَ	اَنْ تُسْلِمِیْ (نون اعرابی ساقط ہو گیا)
اَنْتُمَا	اَسْلَمْتُمَا	تُسْلِمَانِ	اَنْ تُسْلِمَا (نون اعرابی ساقط ہو گیا)
اَنْتُنَّ	اَسْلَمْتُنَّ	تُسْلِمْنَ	اَنْ تُسْلِمْنَ (نصب تقدیری ہے)
هِیَ	اَسْلَمَتْ	تُسْلِمُ	اَنْ تُسْلِمَ (نصب فتحہ کیساتھ)
هُمَا	اَسْلَمَتَا	تُسْلِمَانِ	اَنْ تُسْلِمَا (نون اعرابی ساقط ہو گیا)
هُنَّ	اَسْلَمْنَ	يُسْلِمْنَ	اَنْ يُّسْلِمْنَ (نصب تقدیری ہے)
نَحْنُ	اَسْلَمْنَا	نُسْلِمُ	اَنْ نُّسْلِمَ (نصب فتحہ کیساتھ)

سبق نمبر ۲۷ ابواب ثلاثی مزید فیہ

باب کا نام	مادہ	فعل ماضی	فعل مضارع	مصدر	فعل امر	اسم فاعل	اسم مفعول+اسم ظرف
تَفْعِیْل	س ل م	سَلَّمَ	یُسَلِّمُ	تَسْلِیْمٌ	سَلِّمْ	مُسَلِّمٌ	مُسَلَّمٌ

نوٹ : اس باب کے مصدر کا وزن تفعیل کے علاوہ کبھی تفعلة بھی آتا ہے جیسے
مَکَّنَ یُمَکِّنُ ۔ تَمْکِنَة، جَرَّبَ یُجَرِّبُ تَجْرِبَة

اِفْعَال	ک ر م	اَکْرَمَ	یُکْرِمُ	اِکْرَامٌ	اَکْرِمْ	مُکْرِمٌ	مُکْرَمٌ
مُفَاعَلَة	ق ت ل	قَاتَلَ	یُقَاتِلُ	مُقَاتَلَةٌ	قَاتِلْ	مُقَاتِلٌ	مُقَاتَلٌ

نوٹ : اس باب کے مصدر کا وزن فِعَالٌ بھی آتا ہے جیسے جَاهَدَ۔ یُجَاهِدُ۔ جِهَادٌ

تَفَعُّل	ر ب ص	تَرَبَّصَ	یَتَرَبَّصُ	تَرَبُّصٌ	تَرَبَّصْ	مُتَرَبِّصٌ	مُتَرَبَّصٌ
تَفَاعُل	ر ج ع	تَرَاجَعَ	یَتَرَاجَعُ	تَرَاجُعٌ	تَرَاجَعْ	مُتَرَاجِعٌ	مُتَرَاجَعٌ
اِفْتِعَال	ع م د	اِعْتَمَدَ	یَعْتَمِدُ	اِعْتِمَادٌ	اِعْتَمِدْ	مُعْتَمِدٌ	مُعْتَمَدٌ
اِنْفِعَال	ک س ر	اِنْکَسَرَ	یَنْکَسِرُ	اِنْکِسَارٌ	اِنْکَسِرْ	مُنْکَسِرٌ	مُنْکَسَرٌ
اِفْعِلَال	خ ض ر	اِخْضَرَّ	یَخْضَرُّ	اِخْضِرَارٌ	اِخْضَرِّ	مُخْضَرٌّ	مُخْضَرٌّ
اِسْتِفْعَال	غ ف ر	اِسْتَغْفَرَ	یَسْتَغْفِرُ	اِسْتِغْفَارٌ	اِسْتَغْفِرْ	مُسْتَغْفِرٌ	مُسْتَغْفَرٌ

نوٹ ۱ : ابواب مزید فیہ میں اسم فاعل بنانے کے لیے فعل مضارع میں حرف مضارع کی جگہ "میم" ضمہ کیساتھ لاتے ہیں، عین کلمہ مکسور ہوتا ہے اور آخری حرف پر تنوین آتی ہے۔ جیسے : یُسْلِمُ سے مُسْلِمٌ ابواب مزید فیہ میں اسم مفعول بنانے کے لیے حرف مضارع کی جگہ میم ضمہ والی لاتے ہیں عین کلمہ مفتوح ہوتا ہے اور آخری حرف پر تنوین آتی ہے جیسے : یُکْرِمُ سے مُکْرَمٌ۔ یُنْذِرُ سے مُنْذَرٌ، مُنْذَرُوْنَ

نوٹ ۲ : چند ایک ابواب اور بھی ہیں جنکا استعمال قرآن مجید میں شاذ کے طور پر ہے لھذا طوالت سے گریز کی خاطر یہاں ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔

نوٹ ۳ : ابواب مزید فیہ کے نام ان سے آنے والے مصدر کے وزن پر رکھے جاتے ہیں جیسے سَلَّمَ یُسَلِّمُ سے تَسْلِیْمٌ مصدر ہے تَسْلِیْمٌ کا وزن تَفْعِیْلٌ ہے لھذا اس باب کا نام تَفْعِیْلٌ ہے۔

سبق نمبر ۲۸

ابواب مزید فیہ اور ان کے خواص

ایک باب کے متعدد خواص ہو سکتے ہیں مگر یہاں اختصار کے پیش نظر ہر باب کی اس میں اکثر وبیشتر پائی جانیوالی خاصیت کا ذکر ہوگا۔

۱۔ تَفْعِیْل۔ باب ثلاثی مجرد کے فعل ماضی کے عین کلمہ کو تشدید دینے سے اس باب کا فعل ماضی بنتا ہے۔جیسے قَرُبَ سے قَرَّبَ ۔اس باب کی ایک خاصیت یہ ہے کہ یہ فعل لازم کو فعل متعدی بنا دیتا ہے مثلاً قَرُبَ یَقْرُبُ کے معنی ہیں وہ قریب ہوا قَرَّبَہٗ یُقَرِّبُہٗ کے معنی ہیں اس نے اسے قریب کیا۔

وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا (مریم ۵۲)اور اس کو اپنے اسرار بتاتے ہوئے اپنے قریب کیا۔

=اسی طرح یہ باب فعل میں کثرت کا مفہوم بھی پیدا کرتا ہے۔قَطَعَ یَقْطَعُ کے معنی کاٹنے کے ہیں قَطَّعْتُ الْحَبْلَ کہیں تو معنی رسی کے ٹکرے ٹکرے کرڈالنے کے ہونگے۔

مَزَقَ یَمْزُقُ کے معنی پھاڑنے کے ہیں۔ مَزَّقَ کے معنی ٹکرے ٹکرے کردینے کے ہیں

فرمایا: مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ہم نے انہیں تباہ کر کے ذرہ ذرہ کردیا۔

۲۔اِفْعَال : ثلاثی مجرد سے فعل لازم باب ''افعال'' میں آنے سے متعدی بن جاتا ہے کَرُمَ یَكْرُمُ کے معنی صاحب عزت ہونے کے ہیں۔ اَكْرَمَ یُكْرِمُ کا مطلب ہے عزت والا بنانا۔فرمایا: اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ اس کی رہائش کی جگہ کو عزت والا بنا (یوسف ۲۲)

=اس باب میں ایک مفہوم سلب کا پایا جاتا ہے۔طَاقَ یَطُوْقُ طَاقَةٌ کے معنی قدرت اور طاقت رکھنے کے ہیں۔باب افعال میں اَطَاقَ یُطِيْقُ میں طاقت ہونے کے معنی بھی ہیں۔مگر سلب کے مفہوم کے پیش نظر طاقت نہ ہونے کا مفہوم نکالنا بھی بالکل درست ہے۔

فرمایا: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ۔ ان لوگوں پر جو روزہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں بطور فدیہ ایک مسکین کا کھانا دینا فرض ہے۔

۳۔ مُفَاعَلَه: عام طور پر یہ باب فریقین کی ایک فعل میں شرکت کو ظاہر کرتا ہے قَتَلَ یَقْتُلُ کے معنی قتل کرنے کے ہیں۔قَاتَلَ مُقَاتَلَةً وقِتَالًا کے معنی جنگ کرنے کے ہیں۔

فرمایا: اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا۔ (الحج ۴۰)

وہ لوگ جن سے جنگ کی جارہی ہے ان کو بھی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا۔

۴۔تفعّل: یہ باب زیادہ تر کوشش اور تکلف کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔طَهَرَ یَطْهُرُ کے معنی ہیں پاک ہونا مگر تَطَهَّرَ تَطَهُّرًا کے معنی پاک ہونے کی چاہت اور لگن کے ہیں۔

فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ۔

(توبہ ۱۰۸)اس میں آنے والے ایسے لوگ ہیں جو خواہش رکھتے ہیں کہ بالکل پاک ہو جائیں اور اللہ کامل پاکیزگی رکھنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

خَطِفَ کے معنی اچکنے کے ہیں تَخَطَّفَ تَخَطُّفًا میں اچکنے کے معنوں میں زور آجائیگا۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ

کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم نے حرم کو امن کی جگہ بنایا اور ان لوگوں کے اردگرد سے لوگ اچک لئے جاتے ہیں۔(عنکبوت ۶۸)

یہ باب کبھی کوئی کیفیت اختیار کرنے کے معنی بھی دیتا ہے تَاَیَّمَتِ الْمَرْاَةُ۔ صَارَتْ اَیِّمًا۔ عورت بیوہ ہوگئی۔ تَوَلّٰی یعنی والی بن گیا۔ وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَ یُهْلِکَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ ۔ (بقرۃ ۲۰۶)

۵۔ تَفَاعُل: یہ باب زیادہ تر مشارکت کے معنی دیتا ہے ۔ حدیث میں ہے تَهَادُّوْا تَحَابُّوْا آپس میں تحفے دیتے رہا کرو اس کے نتیجہ میں محبت پیدا ہوتی ہے۔رَجَعَ یَرْجِعُ کے معنی لوٹنے کے ہیں اور تَرَاجَعَ کے معنی باہم رجوع کرنے کے ہو جاتے ہیں: فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا اَنْ یَّتَرَاجَعَا (بقرہ ۲۳۱)دونوں کو آپس میں دوبارہ رجوع کر لینے پر کوئی گناہ نہیں۔

۶۔اِفْتِعَال: فعل متعدی اس باب میں لازم بن جاتا ہے۔ جَمَعُوْا کے معنے ہیں انہوں نے جمع کیا۔ اِجْتَمَعُوْا وہ اکٹھے ہوگئے وَقَی یَقِیْ کے معنی بچانے کے ہیں (اِوْتَقَی) اِتَّقَی کے معنی بچنے کے ہیں۔ اسی طرح یہ باب معنوں میں کوشش اور زیادت کا مفہوم پیدا کرتا ہے ۔تَبِعَ یَتْبَعُ کے معنی پیروی کرنے کے ہیں جیسے فرمایا: فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ۔ جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے۔ باب افتعال ہے:

وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ (زمر ۵۶)

اور جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تمھاری طرف اترا ہے اس میں سے اپنے مطابق حال سب سے بہتر حکم کی پیروی کرو (گویا یہاں پیروی میں محنت اور کوشش کی ہدایت شامل ہے)

۷۔ اِنْفِعَال: فعل متعدی اس باب میں آکر لازم بن جاتا ہے۔ صَرَفَ یَصْرِفُ کے معنی پھیرنے کے ہیں۔ جیسے فرمایا: فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا (الفرقان ۲۰)

پس ان جھوٹے معبودوں نے تمھاری باتوں کو جھٹلادیا ہے۔ پس آج تم نہ تو عذاب کو ہٹا سکتے ہو اور نہ کوئی مدد حاصل کر سکتے ہو۔ اِنْصَرَفَ کے معنی پھر جانے اور چلے جانے کے ہوں گے۔ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا۔ منافق آپس میں اشاروں سے کہتے ہیں کہ اس وقت تم کو کوئی دیکھ تو نہیں رہا پھر مجلس سے چلے جاتے ہیں۔ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ۔ اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے۔ (التوبہ ۱۲۷)

۸۔اِفْعِلَال: یہ باب کسی صفت میں داخل ہونے کے معنوں کو ظاہر کرتا ہے۔ خَضِرٌ کے معنی ہیں سبز۔ اِخْضَرَّ کے معنی ہیں سبز ہوگیا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا ہے جس سے زمین سرسبز ہو جاتی ہے (الحج ۶۴)

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ (ال عمران ۱۰۷)

جس دن بعض چہرے سفید ہونگے اور بعض چہرے کالے ہونگے۔

۹۔اِسْتِفْعَال: اس باب میں طلب کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ غَفَرَ يَغْفِرُ کے معنی ڈھانپنے کے ہیں۔اور اِسْتَغْفَرَ کے معنی ڈھانپنے کی درخواست کے ہیں اَجَابَ کے معنی جواب دینے کے ہیں۔ اِسْتَجَابَ کے معنی قبول کرنے کے ہیں۔

أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْالِيْ ۔ (البقرہ ۱۸۷)

جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں پس چاہیے کہ وہ میرے حکم کو قبول کرے۔

۱۰۔فَعْلَلَةٌ: فعل لازم اس باب میں آکر متعدی بن جاتا ہے۔زَلَّ يَزِلُّ کے معنی ہیں پھسل گیا۔ گر گیا۔

زَلْزَلَ اللّٰهُ الْاَرْضَ زَلْزَلَةً کے معنی ہیں اللہ نے زمین کو ہلایا۔ زَحَّ يَزُحُّ کے معنی ہیں ہٹایا/ دور کیا۔ قرآن مجید نے اس مادہ کو باب فعللة میں استعمال فرمایا ہے :۔

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۔(ال عمران ۱۸۶)

یعنی جسے آگ سے دور رکھا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے وہ کامیاب ہو گیا۔

وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعُذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ۔(البقرۃ ۹۷)

حالانکہ اس کا لمبی عمر پانا اسے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔

سبق نمبر ۲۹

نزدیک اور دور کیلیے عربی زبان میں جو اسماء اشارہ استعمال ہوتے ہیں درج ذیل ہیں۔

اسماء اشارہ قریب

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	هٰذَا	هٰذَانِ	هٰؤُلَاءِ
مؤنث	هٰذِهٖ	هَاتَانِ	هٰؤُلَاءِ

هٰؤُلَآءِ بَنٰتِىْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (الحجر ۷۲)

اگر تم نے میرے خلاف کچھ کرنا ہی ہے تو یہ میری بیٹیاں ہیں (جو ضمانت کیلیے کافی ہیں)

هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِىْ رَبِّهِمْ (الحج ۲۰)

یہ دو باہم مخالفت کرنے والے گروہ ہیں جو اپنے رب کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔

اسماء اشارہ بعید

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	ذٰلِكَ	ذَانِكَ	اُولٰئِكَ
مؤنث	تِلْكَ	تَانِكَ	اُولٰئِكَ

فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَّبِّكَ (القصص ۳۳)

یہ دو دلیلیں ہیں جو تیرے رب کی طرف سے ہیں۔

ذَالِكَ الْكِتَابُ لَارَيْبَ فِيْهِ (البقرہ)

یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

سبق نمبر ۳۰ اسماء موصولہ

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	اَلَّذِیْ	اَلَّذَانِ	اَلَّذِیْنَ
مؤنث	اَلَّتِیْ	اَلَّتَانِ	اَلّٰتِیْ + اَلَّائِیْ

اَلَّذِیْ ، مَنْ ، مَا ، اَیٌّ ، اَلْ

تفصیل : موصول کے لفظی معنے ملائے جانے کے ہیں۔ اسم موصول کو موصول اسلیئے کہتے ہیں کہ یہ اپنے بعد ایک جملے یا مرکب کا تقاضا کرتا ہے جو اس کے ساتھ مل کر معنی دیتا ہے جسکو صلہ کہتے ہیں۔

مثلاً : مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ خَلَقَکَ۔

تجھے کس نے تیرے رب کریم کے بارہ میں دھوکہ خوردہ بنادیا ہے۔ اس رب کے بارے میں جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔

یہاں الَّذِیْ موصول ہے اور خَلَقَکَ تجھے پیدا کیا جملہ صلہ ہے جو اس کی وضاحت کر رہا ہے۔ اسی طرح : وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ۔ (الطلاق ۵)

اور تمھاری بیویوں میں سے وہ جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں ان کی عدت کے متعلق تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔

مَنْ : یہ اسم موصول کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اور اکثر ذوی العقول کیلیے آتا ہے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ (روم ۳۸)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کیلیے پسند کرتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کیلیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔

مَا : یہ اسم موصول کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اور اکثر غیر ذوی العقول کیلیے ہی آتا ہے۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ (انبیا ۹۹)

تم بھی اور جن چیزوں کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو سب کی سب جہنم کا ایندھن بنیں گی۔

اَیٌّ : یہ بھی اسم موصول کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اور مابعد اسم کو جرّ دیتا ہے۔

ثُمَّ بَعَثْنَا هُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْا اَمَدًا (الکھف ۱۳)

پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ ہم جان لیں کہ جتنی مدت وہ وہاں ٹھہرے رہے تھے۔ اسے (مسیح کے متبع) دونوں گروہوں میں زیادہ محفوظ رکھنے والا کونسا گروہ ہے۔

اَلْ : یہ اسم نکرہ پر آتا ہے اور بالعموم عام کو خاص کرنے جیسے حَجَرٌ سے اَلْحَجَرُ، ذہن میں موجود یا گذشتہ عبارت میں مذکور فرد/چیز کی طرف اشارہ کرنے جیسے :فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فرعون نے اُس رسول کی نافرمانی کی، یا اسم میں مذکور جنس کے تمام اجزاء پر محیط ہونے کے معنی دیتا ہے جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام کی تمام تعریفیں اللہ کی ہیں۔

تاہم یہ اسم موصول یعنی اَلَّذِیْ، اَلَّذَانِ ، اَلَّذِیْنَ وغیرہ کے معنی بھی دیتا ہے۔ اسم موصول کے طور پر یہ صرف اسم فاعل اور اسم مفعول کیساتھ آتا ہے۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ (الحدید ۱۹)

اَلْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقَات میں " اَلْ"، کو اسم موصول کے طور پر لیں تو معنی یوں بنے گا اِنَّ الَّذِیْنَ تَصَدَّقُوْا وَلّٰتِیْ تَصَدَّقْنَ اور عبارت کا ترجمہ اس طرح ہوگا یقیناً جن مردوں اور عورتوں نے صدقہ دیا اور اللہ کیلیے اپنے مال میں سے ایک حصہ کاٹ کر الگ کر دیا ان کے مالوں کو ان کی خاطر بڑھایا جائیگا۔

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ (صفت ۱۴۲)

گویا یہ مِنَ الَّذِیْنَ یُدْحَضُوْنَ کے معنی میں ہے، اَلْ اسم موصول ہے اور یُدْحَضُوْنَ (فعل + فاعل) جملہ اسکا صلہ ہے۔

قرآن مجید کا کمال یہ ہے کہ اختصار کو معنوں کی جامعیت کی شرط کے ساتھ استعمال فرماتا ہے۔

سبق نمبر ۳۱ افعال ناقصہ

افعال ناقصہ وہ فعل ہیں جو صرف اپنے مرفوع کے ساتھ پورا مفہوم ادا نہیں کرتے، بلکہ ایک منصوب کی بھی ضرورت رہتی ہے۔ اسکے مرفوع کو اسکا اسم اور منصوب کو اسکی خبر کہتے ہیں۔

تمام افعال ناقصہ اور ان کے مشتقات (یعنی ان سے نکلنے والے الفاظ) اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

مثلاً : كَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا (احزاب ۱۶)

كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (مائدہ)

كُوْنُوْا قِرَدَةً (بقرہ ۶۵)

نوٹ : مثال نمبر ا میں "عَهْدُ اللّٰهِ" ۔ كَانَ کا اسم اور "مَسْئُوْلًا"، كَانَ کی خبر ہے۔

مثال نمبر ۲ میں لفظ كُنْتُ کی " تُ " كَانَ کا اسم ہے اور " شَهِيْدًا"، كَانَ کی خبر ہے

مثال نمبر ۳ میں كُوْنُوْا میں چھپی ہوئی ضمیر " اَنْتُمْ "، كَانَ کا اسم اور "قِرَدَةً"، كَانَ کی خبر ہے۔

افعال ناقصہ درج ذیل ۱۳ ہیں۔

كَانَ۔ صَارَ۔ اَصْبَحَ۔ اَمْسٰی۔ اَضْحٰی۔ ظَلَّ۔

بَاتَ ۔ مَازَالَ۔ مَابَرِحَ۔ مَافَتِیَٔ۔ مَاانْفَکَّ۔ مَادَامَ۔ لَيْسَ

۱۔ كَانَ یہ اپنے اسم کی خبر کو زمانہ ماضی میں ثابت کرنے کے واسطے آتا ہے۔ خواہ وہ خبر منقطع ہو جیسے : لِمَ حَشَرْتَنِیْ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا (طہ ۱۲۶)

تو نے مجھے کیوں اندھا اٹھایا حالانکہ میں تو خوب دیکھ سکتا تھا۔ خواہ وہ خبر دائمی ہو جیسے :۔

كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا ۔ اللہ علیم تھا اور ہے۔

نوٹ : کبھی كَانَ کا "نون" بعد والے مضمون کو نمایاں کرنے کے لیے گرادیا جاتا ہے۔

اِنْ يَّکُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ۔ (مومن ۲۹)

اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر پڑے گا۔

۲۔ صَارَ: حالت کی تبدیلی کیلیے آتا ہے۔ صِرْتُ الْيَوْمَ بِطْعَامَ الْاَهَالِیْ ۔ آج میں

اللہ کے فضل سے خاندانوں کو کھانا کھلانے کا ذریعہ بن گیا ہوں۔

۳، ۴، ۵۔ اَصْبَحَ، اَمْسٰی، اَضْحٰی۔ یہ فعل جملے کے مضمون کو اپنے اپنے اوقات یعنی بالترتیب صبح، شام اور چاشت میں واقع ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

مثلاً : فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ (روم ۱۸)

پس تم اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کے وقت میں داخل ہو یا صبح کے وقت میں داخل ہو

۶، ۷۔ ظَلَّ، بَاتَ۔ جملے کے مضمون کو اپنے دونوں وقتوں یعنی روز و شب سے ملانے کے واسطے آتے ہین۔

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا۔ (فرقان ۶۵)

اور وہ لوگ بھی جو اپنے رب کیلیے راتیں سجدوں میں اور کھڑے ہو کر گزار دیتے ہیں۔

= کبھی یہ افعال صار کے معنی دیتے ہیں یعنی محض تبدیلی حالت کو بیان کرتے ہیں۔

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا۔ (ال عمران ۱۰۴) چنانچہ تم اس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے۔ ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا (نحل ۵۹)۔ اس کا منہ سیاہ ہو گیا۔

۸، ۹، ۱۰، ۱۱۔ مَازَالَ، مَابَرِحَ، مَافَتِئَ، مَاانْفَكَّ۔ یہ افعال خبر کے استمرار یعنی جاری رہنے کے اظہار کے واسطے آتے ہیں۔ مثلاً :۔

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ (توبہ ۱۱۰)

وہ بنیاد جو انہوں نے بنائی ہمیشہ ان کے دلوں میں خلش کا موجب رہیگی۔

لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِيْنَ (طہ ۹۲)

ہم برابر اس کی عبادت میں مشغول رہیں گے۔

وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ (ھود ۱۱۹) وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے۔

نوٹ ۱ : مندرجہ بالا مثالوں سے ظاہر ہے کہ افعال ناقصہ ماضی۔ مضارع وغیرہ مختلف شکلوں میں استعمال ہو سکتے ہیں۔

نوٹ ۲ : ان کا استعمال فعل ناقص کی مندرجہ بالا تعریف کے علاوہ محض فعل کے استمرار کو

ظاہر کرنیکے لیے بھی ہوتا ہے۔ مثلاً: تَاللّٰہِ تَفْتَأُ تَذْکُرُ یُوْسُفَ (یوسف۸۶)
اللہ کی قسم یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ یوسف کا ذکر کرتے ہی رہیں گے۔
فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ۔ (یوسف۸۱) میں اس جگہ سے نہیں ہٹوں گا۔

۱۲۔ مَادَامَ: اس میں مَا مصدریہ ہے (فعل کو مصدر کے معنی دیتا ہے) اور کسی کام کے تعین کیلیے آتا ہے۔

حُرِّمَ عَلَیْکُمْ صَیْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا۔ (مائدہ۹۷)
جب تک تم احرام کی حالت میں ہو خشکی کا شکار تم پر حرام ہے۔

۱۳۔ لَیْسَ: جملے کے مضموں کی نفی کیلیے آتا ہے۔

وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا۔ (الرعد۴۴)
اور جن لوگوں نے تیرا کفر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ تو خدا کا بھیجا ہوا نہیں ہے۔
کبھی لَیْسَ کی خبر کیساتھ "ب" بھی لگتا ہے جو اسے مجرور بنا دیتا ہے اور مفہوم کے اعتبار سے خبر میں تاکید پیدا کرتا ہے۔ جیسے: اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ (التین۹)
کیا اللہ تعالی سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے۔

سبق نمبر ۳۲ حروف مشبہ بالفعل

اِنَّ - اَنَّ - کَاَنَّ - لٰکِنَّ - لَعَلَّ - لَیْتَ

یہ مشبہ بالفعل اس لیے کہلاتے ہیں کہ ان میں فعل کے معنی پائے جاتے ہیں۔ یہ جملہ اسمیہ یعنی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اس وقت مبتدا ان کا اسم کہلاتا ہے جسے یہ نصب دیتے ہیں اور ان کی خبر مرفوع ہوتی ہے۔

اِنَّ: یہ کلام کے شروع میں آتا ہے اور اپنے اسم اور خبر کیساتھ مل کر ایک مستقل مضمون بیان کرتا ہے۔ اس جملے کے مضمون کی تصدیق و تاکید کرتا ہے۔

اَللّٰهُ غَفُوْرٌ - اللہ بہت بخشنے والا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ - یقیناً اللہ بہت بخشنے والا ہے۔

اَنَّ: وسط کلام میں آتا ہے اور اِنَّ کی طرح جملہ کے مضمون میں تاکید پیدا کرتا ہے۔ یہ اپنے اسم اور خبر کے ساتھ مل کر مفرد کے حکم میں ہوتا ہے یعنی موقعہ اور محل کی نسبت سے اس سے بننے والا جملہ کبھی فاعل ہوتا ہے کبھی مفعول اور کبھی مجرور وغیرہ۔۔۔۔۔۔۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (البقرہ۲۶۱) اور جان لے کہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے

اَوَ لَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ (العنکبوت ۵۲)

کیاان کے لیے کافی نہ تھا کہ ہم نے تم پر ایک مکمل کتاب نازل کی۔

کَاَنَّ: یہ تاکیدی تشبیہ کیلئے آتا ہے۔ یعنی جس کی تشبیہ کی جارہی ہوتی ہے اس میں تاکید اور زور مقصود ہوتا ہے

يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا - (اعراف ۱۸۸)

وہ تجھ سے قیامت کے متعلق اس طرح سوال کرتے ہیں گویا تجھے بھی اس کے وقت کے دریافت کی لو لگی ہوئی ہے

مندرجہ بالا تینوں حروف کیساتھ کبھی ما بھی آجاتا ہے جو ان کے عمل کو زائل کر دیتا ہے :۔

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (النساء ۱۷۲) اللہ ہی اکیلا معبود ہے۔

يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَاتَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ

وہ تجھ سے حق ظاہر ہونے کے بعد اس طرح بحث کرتے ہیں گویا (اسلام کی دعوت سے) ان کو

موت کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔(الانفال ۷)

لٰکِنَّ : یہ حرف تاکید اور استدراک کیلیے آتا ہے۔استدراک کا مطلب ہے :۔

۱۔ کلام کے بعد ایسے خیال کی نفی کرے جو سننے والے کے ذہن میں آسکتا ہو

۲۔ ایسے امر کا اثبات جس کی نفی سننے والے کے ذہن میں آسکتی ہو۔

تاکید کی مثال : وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ۔ (توبہ ۵۶)

حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ ایک ایسی جماعت ہیں جو سخت بزدل ہے۔

نفی کی مثال :۔

وَلَوْشِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ۔ (اعراف ۱۷۷)

اور اگر ہم چاہتے تو اسے ان نشانوں کے ذریعہ سے اونچا کر دیتے لیکن وہ زمین کی طرف جاگرا۔

(مراد یہ ہے کہ نہ چاہنے میں ہمارا قصور نہیں ہے اس کا اپنا زمین کی طرف جھکاؤ ہے)

اثبات کی مثال :۔

اَلَا اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (اعراف ۱۳۲)

خبردار! ان کی نحوست (کا سامان) اللہ کے پاس محفوظ ہے لیکن ان میں سے اکثر جانتے نہیں۔

(یعنی ان کے نہ جاننے سے نحوست کی نفی نہیں ہو جاتی ان کیلیے نحوست تو مقدر ہے)

لَيْتَ : تمنا کیلیے آتا ہے۔

لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا (الفرقان ۲۹) کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا۔

لَعَلَّ : ممکن الحصول آرزو کیلیے آتا ہے۔اسی طرح غرض کے بیان کیلیے آتا ہے۔

لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا (الطلاق ۲)

تجھے معلوم نہیں کہ شاید اللہ اس واقعہ کے بعد کچھ ظاہر کرے

لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ (الشعراء ۴۱)

تاکہ اگر جادوگر غالب ہو جائیں تو ہم ان کے کہنے پر چلیں۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

سبق نمبر ۳۳

حروف جارّہ

اِلٰی - ب - ت - حَتّٰی - عَلٰی - عَنْ - فِیْ - کَ - ل - مِنْ - و -
مُنْذُ - مُذْ - خَلَا - رُبَّ - حَاشَا - عَدَا

ان میں سے پہلے گیارہ قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں ان کی کسی قدر تفصیل درج ذیل ہے۔

اِلٰی:

۱۔ منزل یا مقصد تک پہنچنے کے معنوں کیلیے استعمال ہوتا ہے۔

اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ (ہود ۵) اللہ کی طرف تم سب کو واپس لوٹنا ہے۔

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ (البقرہ ۱۸۸)

اس کے بعد صبح سے رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔

۲۔ کبھی یہ فعل کے بعد استعمال ہو کر اس فعل کے معنوں کا تعین کرتا ہے۔ مثلاً

خَلَا۔ یَخْلُوْا کے معنی گذرنے اور علیحدگی میں ملنے کے ہیں جیسے :۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (ال عمران ۱۴۵)

پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔

گویا خَلَتْ کے معنی اس آیت میں فوت ہونے کے ہیں مگر جب خَلَتْ کے ساتھ اِلٰی آئے گا تو فوت ہونے کے بجائے علیحدگی میں ملنے کے معنی دیگا۔

وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ۔ (البقرہ ۱۵)

اور جب وہ اپنے سرغنوں سے علیحدگی میں ملیں۔

۳۔ فعل لازم کے بعد آ کر اسے متعدی بناتا ہے۔ اِسْتَمَعَ کا مطلب ہے غور سے سننا جس کو سننا ہو اس کے ساتھ اِلٰی آئے گا۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْکَ ۔ (یونس ۴۳)

ان میں سے بعض ایسے ہیں جو تیری باتوں کی طرف ہر وقت دھیان رکھتے ہیں۔

لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى ۔ (الصفت ۹)

وہ سرکش شیطان اوپر کی ہستیوں کی بات نہیں سنتے۔

بِ : یہ حرف کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ ساتھ یا مصاحبت کے معنوں میں :۔

قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ (مائدہ ۶۲)

وہ کفر ہی کے عقیدہ کیساتھ داخل ہوئے تھے اور پھر وہ اس عقیدہ کے ساتھ ہی نکل گئے

۲۔ سَبَبِیَّتْ کو ظاہر کرتے ہیں۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ (النسا ۱۶۱)

پس ظلم کی وجہ سے جو یہودیوں کی طرف سے ظہور میں آیا ہم نے پاکیزہ اشیاء ان پر حرام کردیں

۳۔ مبادلہ : یعنی بدلے میں لینے دینے کے مضمون کو ظاہر کرنے کیلیے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى (البقرہ ۱۷)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی اختیار کی۔

۴ : فعل لازم کو متعدی بناتا ہے۔ جَاءَ کا مطلب وہ آیا جَاءَ بِہٖ کا مطلب ہے اسے لایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ (نور ۱۲)

یقیناً وہ جنہوں نے ایک بہت بڑا اتہام باندھا تھا، تمہیں میں سے ایک گروہ ہے

۵۔ کبھی ب زائد آتا ہے اور جملوں کے مفہوم میں تاکید اور زور پیدا کرتا ہے۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (البقرہ ۷۵)

اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے بالکل غافل نہیں ہے۔

ت : یہ حرف قسم کیلیے آتا ہے۔

تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ (انبیاء ۵۸)

خدا کی قسم میں تمھارے بتوں کے خلاف ایک پکی تدبیر کروں گا۔

حَتّٰی : اِلٰی کی طرح منزل یا مقصد تک پہنچنے کے معنے دیتا ہے۔

سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ (القدر ۶)

(پھر فرشتوں کے اترنے کے بعد تو) سلامتی (ہی سلامتی ہوتی) ہے اور یہ حال صبح کے طلوع ہونے تک رہتا ہے۔

عَلٰی : استعلاء کے معنی دیتا ہے۔

اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ (بقرہ ۶)

یہ لوگ اس ہدایت پر قائم ہیں جو ان کے رَب کی طرف سے آئی ہے

۲۔ فِیْ : یعنی میں کے معنوں میں آتا ہے۔

دَخَلَ الْمَدِیْنَۃَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَۃٍ مِّنْ اَھْلِھَا (قصص ۱۶)

اور ایک دن وہ شہر میں ایسے وقت میں آیا کہ لوگ غفلت کی حالت میں تھے۔

۳۔ تعلیل : یعنی وجہ کے بیان کیلیے آتا ہے۔

وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ (البقرہ ۱۸۶)

اللہ کی بڑائی بیان کرو اس وجہ سے کہ اُس نے تم کو ہدایت دی۔

۴۔ ذمہ داری کے بیان کیلیے آتا ہے۔

اِنَّ عَلَیْنَا لَلْھُدٰی (الیل ۱۳) ہدایت دینا یقیناً ہمارے ہی ذمہ ہے۔

عَنْ :۔

۱۔ ہٹانے اور اجتناب کے معنی دیتا ہے۔

وَ وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ (الم نشرح ۳)

اور کیا تیرے بوجھ کو تجھ پر سے اُتار کر پھینک نہیں دیا۔

وَ مَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ (البقرہ ۱۳۱)

ابراہیم کے دین سے کون اعراض کر سکتا ہے۔

۲: تعلیل : یعنی وجہ کے معنوں کیلیے۔

وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ (ہود ۵۴)

اور ہم محض تیرے کہہ دینے سے اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ (انفال ۴۳)

تاکہ وہ جو دلیل کے ذریعہ ہلاک ہو چکا ہے ہلاک ہو جائے اور جو دلیل کے ذریعہ سے زندہ ہو چکا ہے زندہ ہو جائے

۳۔ کبھی متعلق کے معنی دیتا ہے۔

وَلَا تَسْئَلُ عَنْ اَصْحَابِ الْجَحِيْمِ (البقرہ ۱۲۰)

اور دوزخیوں کے متعلق تجھ سے کوئی باز پرس نہ ہو گی۔

۴۔ کبھی مِنْ یعنی سے کے معنی دیتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (النجم ۴) اور وہ اپنی خواہش نفسانی سے کلام نہیں کرتا۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ (شوری ۲۶)

اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

فِيْ:

۱۔ ظرف یعنی میں کے معنی دیتا ہے۔

اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (البقرہ ۳۱)

میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ (البقرہ ۱۸۰)

اور تمہارے لئے اس بدلے میں زندگی ہے۔

۲۔ سبب کے بیان کیلیے آتا ہے۔

لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (نور ۱۶)

تم کواس کام کی وجہ سے جس میں تم پڑ گئے تھے بہت بڑا عذاب پہنچتا۔

۳۔ قیاس اور تقابل کیلیے۔

فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ (توبہ ۳۸)

دنیا کی زندگی کا سامان آخرت کے مقابلہ میں صرف حقیر چیز ہے۔

کَ:

۱۔ تشبیہ کیلیے آتا ہے۔

اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ (نور ۴۰)

ان کے اعمال سراب کی طرح ہیں جو ایک وسیع میدان میں نظر آتا ہے۔

۲۔ علت و سبب کیلیے آتا ہے۔

وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدَاكُمْ (البقرہ ۱۹۹)

اور اس کا ذکر کیا کرو اس لیے کے اس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔

ل:۔

یہ حرف جار مکسور (لِ) بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور مفتوح (لَ) بھی۔

۱: ملکیت کو ظاہر کرنے کیلیے آتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے۔

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ (تغابن ۲)

بادشاہت بھی اُسی کی ہے اور تعریف بھی اُسی کی ہے۔

۲۔ نتیجہ یا انجام کے بیان کیلیے آتا ہے۔

لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ یعنی موت کیلیے جنو اور بربادی کیلیے تعمیر کرو۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ (اعراف ۱۸۰)

ہم نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا ہے (رحمت کیلیے) نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر جہنم کے مستحق ہو جاتے ہیں

۳۔ تعلیل: اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ وَلِذٰلِکَ خَلَقَهُمْ (ہود ۱۲۰)
سوائے انکے جن پر تیرے رب نے رحم کیا اوراسی کیلیے اس نے اُنہیں پیدا کیا ہے۔

مِنْ :۔

۱۔ ابتداء کے معنی دیتا ہے۔

اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔
(بنی اسرائیل ۲)

رات کے وقت اپنے بندے کو اس حرمت والی مسجد سے دور والی مسجد تک لے گیا۔

۲۔ بعض کے معنی دیتا ہے۔

مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ (البقرہ ۹) لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں۔

۳۔ بیانیہ یعنی مذکورہ چیز کی وضاحت کیلیے آتا ہے۔

فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ۔(النساء ۴)
توجو (صورت) تمہیں پسند ہو (کرلو، یعنی غیر یتیم) عورتوں سے نکاح کرلو....

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ....(ال عمران ۱۵)
لوگوں کو پسند کی جانیوالی چیزوں کی یعنی عورتوں... کی محبت اچھی شکل میں دکھائی گئی ہے۔

۴۔ مِنْ زائدہ جو تاکید کا فائدہ دیتا ہے۔

مَالَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ (البقرہ ۱۰۸) اللہ کے سوا تمہارا کوئی بھی دوست نہیں

وَ: قسم کیلیے آتی ہے۔

وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا۔ میں شہادت کے طور پر ان جماعتوں کو پیش کرتا ہوں جو گھوڑوں پر چڑھ کر اس طرح بے تحاشا دوڑتی ہیں کہ ان کے گھوڑوں کے منہ سے آوازیں نکلنے لگ جاتی ہیں۔

سبق نمبر ۳۴

اعراب ظاہری، اعراب تقدیری اور بناء

اعراب ظاہری :۔

رفع۔ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ (تحریم۹)

نصب۔ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا (تحریم ۹)

جر۔ اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ (حدید ۱۴)

ان مثالوں میں لفظ ''نور'' پر غور کریں۔ پہلی مثال میں رفع ''ضمہ'' کی صورت میں۔ دوسری مثال میں نصب ''فتحہ'' کی صورت میں اور تیسری مثال میں جر ''کسرہ'' کی صورت میں آئی ہے۔ یہ اعراب ظاہری ہے۔

اعراب تقدیری۔ اعراب تقدیری سے مراد یہ ہے کہ کلمہ پر عامل کا اثر تو موجود ہو مگر ظاہراً دکھائی نہ دے

رفع۔ جَآءَتْهُ الْبُشْرٰى (ھود ۷۵)

نصب۔ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى (الیل ۱۳)

جر۔ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَا اِبْرَاهِيْمَ بِالْبُشْرٰى (ھود ۷۰)

پہلی مثال میں لفظ اَلْبُشْرٰى مرفوع دوسری مثال میں لفظ لَلْهُدٰى منصوب اور تیسری مثال میں لفظ اَلْبُشْرٰى مجرور ہے مگر ان کی رفع۔ نصب اور جر۔ ضمہ۔ فتح اور کسرہ کی صورت میں نظر نہیں آرہی۔ یہ اعراب تقدیری ہے۔

بناء۔ کلمہ جس کے آخر میں عامل اثر انداز نہ ہو مبنی کہلاتا ہے اور اس کلمے کی آخری حالت کو بناء کہتے ہیں۔

حروف تمام مبنی ہیں۔ اسماء بیشتر معرب ہیں اور تھوڑے مبنی ہیں مبنی اسماء میں : ۱۔ اسماء ضمائر ۲۔ اسماء اشارہ ۳۔ اسماء موصولہ ۴۔ اسماء شرط وغیرہ ہیں۔

افعال میں مضارع معرب ہے باقی تمام مبنی ہیں۔

درج ذیل عبارت میں سے معرب و مبنی کلمات علیحدہ کریں۔

تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ (الملک ۲)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَہٗ عِوَجًا (الکھف ۲)

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (البقرہ ۲۲)

سبق نمبر ۳۵

شرط اور جواب شرط

درج ذیل کلمات کے بعد دو جملے آتے ہیں۔ پہلا جملہ شرط اور دوسرا جزائے شرط یا جواب شرط کہلاتا ہے۔ کیونکہ پہلا فعل دوسرے فعل کے وقوع پذیر ہونے کیلیے شرط ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ دوسرا جملہ پہلے جملے میں مذکور شرط کا جواب ہوتا ہے۔

کلمات :

اِنْ، مَنْ، مَا، اَيْنَ، مَهْمَا، اَيُّ، لَوْ، اِذَا، لَمَّا، كُلَّمَا، اَمَّا

اِنْ:۔

۱۔ اس کے بعد شرط اور جواب شرط میں فعل مضارع مجزوم آتا ہے۔

جیسے : اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ (توبہ ۵۰)

اگر تجھے کوئی فائدہ پہنچے تو انہیں برا لگتا ہے۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (محمد ۸)

اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدموں کو مضبوط کریگا۔

۲۔ کبھی اِنْ کے ساتھ لَا آتا ہے اس صورت میں نون ساکن مابعد لام میں مدغم ہو جاتا ہے۔

اِلَّا۔ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا۔ (توبہ ۳۹)

اگر تم (سب ملکر اللہ کے رستہ میں) لڑنے کیلیے نہیں نکلو گے تو وہ تم کو دردناک عذاب دیگا۔

۳۔ کبھی جواب شرط جملہ اسمیہ کیساتھ آتا ہے جو فاء کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ (مائدہ ۱۱۹)

اگر تو انہیں عذاب دینا چاہے تو وہ تیرے بندے ہیں۔

۴۔ کبھی شرط و جواب شرط دونوں فعل ماضی میں آتے ہیں۔ جواب شرط فاء

کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ اِنْ کُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ۔ (مائدہ ۱۱۶)
اگر میں نے ایسا کہا تھا تو تجھے ضرور اس کا علم ہو گا۔

۵۔ کبھی جواب شرط بغیر فاء کے بھی آجاتا ہے۔

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ (بنی اسرائیل ۸) اگر تم نیکو کار بنو گے تو نیکو کار بن کر اپنی جانوں کو ہی فائدہ ☐و گے۔

۶۔ کبھی اِنْ کے ساتھ ما زائدہ آتا ہے۔

اِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِیْٓ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا۔ (مریم ۲۷)

اگر تو کسی مرد کو دیکھے تو کہہ دے، میں نے خدا کے لئے ایک روزے کی نذر کی ہوئی ہے۔

۷۔ اِنْ کیساتھ کبھی لام قسم بھی آتا ہے

لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَةِ۔ (علق ۱۶) اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر زور سے گھسیٹیں گے۔
(یہاں لَنَسْفَعًا جواب قسم ہے جواب شرط نہیں)

مَنْ :

۱۔ اِنْ کی طرح دو فعلوں کو جزم دیتا ہے۔

مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءً یُّجْزَ بِهٖ (نساء ۱۲۴)
جو شخص کوئی بدی کریگا اسے اُس کے مطابق بدلہ دیا جائیگا۔

مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجًا (الطلاق ۳)
جو شخص اللہ کا تقوی اختیار کرے گا اللہ اس کے لیے کوئی نہ کوئی رستہ نکال دیگا۔

۲۔ کبھی جواب شرط جملہ اسمیہ کے ساتھ بھی آجاتا ہے۔

وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ (النساء ۱۲۵)

اور جو لوگ خواہ مرد ہوں یا عورتیں مومن ہونے کی حالت میں نیک کام کریں گے تو وہ جنت میں داخل ہونگے۔

۳۔ کبھی شرط فعل ماضی میں اور جواب شرط فعل مضارع کیساتھ آجاتا ہے۔

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا (مومن ۴۱)

جو برا عمل کریگا اُس کو اُس کے مطابق ہی نتیجہ ملے گا۔

یہاں جواب شرط فَلَا يُجْزٰى پر فاء آنے کی وجہ سے جواب شرط کا فعل مضارع مجزوم نہیں ہوا۔

مَا :۔

ا۔ "اِنْ" کی طرح اس کے بھی شرط اور جواب شرط دونوں میں فعل مضارع مجزوم آتا ہے۔

وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ (البقرہ ۱۹۸)

اور نیکی کا جو کام بھی تم کرو گے اللہ اس کی قدر کو پہچان لیگا۔

۲۔ کبھی اس کا جواب شرط جملہ اسمیہ کے ساتھ آتا ہے اور اس کے شروع میں فاء ہوتا ہے۔

وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (البقرۃ ۲۷۴)

اور تم جو مال بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو اللہ اس سے یقیناً خوب واقف ہے۔

اَيْنَ : قرآن مجید میں یہ ما کے اضافے کیساتھ استعمال ہوا ہے۔ اس کے شرط اور جواب شرط دونوں میں فعل مضارع مجزوم ہوتا ہے۔

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ (نساء ۷۹)

تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آپکڑے گی۔

مَہْمَا : قرآن مجید میں اس کے شرط والے جملہ میں فعل مجزوم آیا ہے اور جواب شرط جملہ اسمیہ کے ساتھ ہے۔

وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ (اعراف ۱۳۲)

اور انہوں نے کہا جب بھی تو کوئی نشان ہمارے پاس لائے گا تاکہ اُس کے ذریعہ سے ہم کو فریب دے تو ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔

اَیٌّ : یہ قرآن مجید میں منصوب آیا ہے اور مَا کے اضافے کیساتھ ہے۔

اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (بنی اسرائیل ۱۱۰)

جو نام لیکر بھی تم اسے پکار سکتے ہو پکارو، کیونکہ تمام بہتر سے بہتر صفات اس کی ہیں۔

لَوْ : اس کے ساتھ عموماً فعل ماضی آتا ہے اور جواب لام تاکید کے ساتھ ہوتا ہے۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا (اعراف ۱۷۶)

اور اگر ہم چاہتے تو اسے ان نشانوں کے ساتھ اونچا کر دیتے۔

درج ذیل کلمات زمانہ کو بیان کرتے ہیں اور ان کیساتھ شرط اور جواب شرط آتا ہے

اِذَا : زمانہ مستقبل کیلیے آتا ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ (منافقون ۵)

جب تو انہیں دیکھتا ہے تو ان کے مضبوط جسم تجھے خوب بھاتے ہیں۔

کبھی اس سے استمرار زمانی مراد ہوتا ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ (البقرہ ۱۲)

اور جب ان سے کہا جائے کہ زمین فساد نہ کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں

(گویا یہ انکی عادت مستمرہ ہے)

کُلَّمَا : اس کے بعد شرط اور جواب شرط فعل ماضی کے ساتھ آتا ہے۔

كُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ (المائدہ ۶۵)

جب کبھی بھی انہوں نے لڑائی کیلیے کسی قسم کی آگ بھڑکائی ہے تو اللہ نے اُسے بجھا دیا ہے۔

لَمَّا: اس کے بعد بھی شرط اور جواب شرط فعل ماضی کے ساتھ آتا ہے۔

لَمَّا اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ (یونس۹۹)

جب وہ ایمان لائے ہم نے ان پر سے رسوائی کا عذاب دور کر دیا۔

اَمَّا: شرط اور جواب شرط کے معنی دیتا ہے۔اور مفہوم میں زور اور تاکید پیدا کرنے کیلیے آتا ہے۔

اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ (رعد۱۸)

جو چیز لوگوں کو نفع دینے والی ہوتی ہے وہ زمین میں ٹھہری رہتی ہے۔

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ (ضحیٰ۱۰)

پس تو بھی یتیموں کو ابھارنے میں لگا رہ۔

کبھی تفصیل کے بیان کے لیے آتا ہے۔

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِى الْبَحْرِ (الکھف۸۰)

کشتی تو چند مساکین کی تھی جو دریا میں کام کرتے تھے۔

تتمہ

قرآن مجید کی عبارت میں غور و تدبر کے لیے جہاں لفظ کی ترکیب و بناوٹ کی سمجھ، جملے میں الفاظ کے باہم تعلق کا فہم اور جملوں کے مابین ربط کے ادراک کا ملکہ حاصل کرنے کی ضرورت ہے وہاں ایک نہایت اہم اور بنیادی امر یہ بھی ہے کہ انسان کی فطرت میں ودیعت فرمودہ الٰہی نور افروختہ ہو اور پھر اس نور کا الٰہی مامور کے ساتھ قلبی محبت و اخلاص کے تعلق کے ذریعے تزکیہ ہوتا رہے۔ یہ تمام امور کسی شخص میں یکجا ہوں تو کلام الٰہی کی تلاوت اسے اس کیفیت میں لے جاتی ہے کہ اسکے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اسکا جسم اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف جھک جاتا ہے۔ اور اسکا رواں رواں پکار اٹھتا ہے کہ یہ تو بڑی ہی عزت والی کتاب ہے۔ یقیناً باطل نہ اسکے آگے سے آسکتا ہے اور نہ اسکے پیچھے سے۔ اور اسکا نازل کنندہ نہایت صاحب حکمت و عظمت ہے۔

اس عظیم الٰہی کلام میں الفاظ کے پر حکمت چناؤ، جملوں میں الفاظ کی پر معنی کمی بیشی، ایک ہی لفظ کی دو مختلف تراکیب کے استعمال کے ذریعے مفہوم کی ادیئگی اور بعض الفاظ کے خاص انداز میں استعمال سے مخصوص کیفیت کی لطیف عکاسی کی معمولی سی جھلک ذیل کے چند نمونوں میں ملاحظہ ہو۔

ا۔ الفاظ کا چناؤ اور بر محل استعمال :۔

اسلامی تعلیم کی رو سے انسان کی دینی و روحانی بقا اور ترقی کا تمام تر دار و مدار اللہ اور رسول کی اطاعت و فرمانبرداری پر ہے۔ جب تک قول و عمل سے اَسْلَمْنَا مترشح نہیں ہوتا تب تک اٰمَنَّا کا دعویٰ محض دعویٰ ہے۔ (الحجرات ۱۵)

یہ مضمون قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے ذکر میں اسطرح ملتا ہے کہ جب انہیں انکے ایمان کے دعوے کا حوالہ دیکر کہا گیا کہ تم مومن ہو تو اللہ ہی پر توکل کرو (المائدہ آیت ۲۵) تو ان کا رد عمل یہ تھا کہ انہوں نے دیدہ دلیری سے اللہ کے نبی کو جواب دیا " تو اور تیرا رب جاؤ اور لڑتے پھرو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔" مگر اسی قوم نے جب اسلام کا طریق اختیار کیا اور اس طریق کے حوالے سے انہیں پکارا گیا :۔

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ۔ (یونس ۸۵)

اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس کے فرمانبردار بھی ہو تو اسی پر بھروسا کرو۔

اس پر ان کا رد عمل یہ تھا کہ وہ بیساختہ پکار اٹھے علی الله توکلنا ہم نے اللہ پر ہی بھروسہ کیا ،اور معاً انکی یہ بے ساختگی انہیں دعاؤں اور گریہ و زاری کی طرف لے گئی اور وہ رہ رہ کر التجائیں کرنے لگے ' رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اے ہمارے رب ہمیں ان ظالموں کے لئے فتنہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر لوگوں سے بچالے (یونس ۸۶، ۸۷)

گویا جہاں ایمان کا محض دعوی تھا وہاں عمل کی توفیق نہ ملی اور جہاں مسلمین ہونے کی ٹھان لی وہاں عمل کی توفیق بھی مل گئی ۔ اسطرح قرآن حکیم واقعات کے بیان کو الفاظ کے موقعہ و محل کے مطابق چناؤ کے ذریعے سبق آموز بنادیتا ہے۔

جملے کے الفاظ اور الفاظ کے حروف کی کمی بیشی کے ذریعے مخصوص سماں باندھنا

ا:۔ حضرت آدم اور ان کے ساتھی کے ذکر میں فرمایا گیا

لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ۔ اس درخت کے قریب مت جانا۔(اعراف ۲۰)

مگر جب دونوں نے شیطان کی وسوسہ انگیزی کا شکار ہو کر اس درخت سے چکھ لیا تو فرمایا

اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ (اعراف ۲۳) کیا میں نے تمہیں اس درخت سے روکا نہ تھا؟ پہلے هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فرمایا اور جب حضرت آدم اور ان کے ساتھی نے اس درخت سے چکھ لیا تو گویا انہوں نے اسے اپنالیا لہذا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ کی جگہ تِلْكُمَا الشَّجَرَةَ یعنی تمہارے اس درخت سے کے الفاظ لا کر انہیں حکم عدولی پر سرزنش کے رنگ میں کہا گیا کہ تمہارے اس درخت سے تو تمہیں روکا گیا تھا۔

سورۃ صٰفّٰت میں اللہ تعالی بعض انبیا کے احسان اور ان کی جزا کے ذکر میں ناز بھرے انداز میں فرماتا ہے اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ہم محسنوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔(صٰفّٰت ۸۱، ۱۰۶، ۱۲۲، ۱۳۲) حضرت ابراہیم کے لئے یہ جملہ دو مرتبہ استعمال فرمایا۔ پہلی مرتبہ تو اِنَّا کہہ کر اپنی شان کا اظہار فرمایا مگر دوسری مرتبہ اِنَّا حذف کر دیا گیا صرف كَذٰلِكَ نَجْزِى فرمایا گیا دیکھیے (صفت آیت ۱۱۱) کیونکہ ایک دفعہ اِنَّا لا کر خاص انداز کا اظہار کیا جا چکا تھا دوبارہ

اس اِنّا کا استعمال بے جا تکرار ہوتا۔
یہاں یہ نکتہ بھی ملاحظہ ہو کہ دیگر انبیا کی قربانیاں اپنی ذات اور اپنے وجود کے ذریعے تھیں لہذا ان کے لیے ایک مرتبہ اِنَّا کَذَالِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ فرمایا حتی کہ حضرت موسی اور حضرت ہارون دونوں کے اکٹھے ذکر میں بھی ایک مرتبہ ہی یہ جملہ استعمال فرمایا مگر حضرت ابراہیم کا اپنے لخت جگر اسماعیل کی اس طور پر تربیت کرنا کہ آپ کے ساتھ ہو کر اس نے بھی گردن خدا کے حضور پیش کردی گویا حضرت ابراہیم کی دہری قربانی تھی اور خدائے کریم اپنے پیاروں کے ساتھ ادھار نہیں رکھتا اس نے بھی حضرت ابراہیم کیلیئے دوبارہ کَذَالِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ کے جملے کو دہرا کر اپنی گویا دہری جزا کا ذکر فرمایا۔

الفاظ میں حروف کی کمی بیشی :

حضرت موسی کے ایک صاحب علم لدنی کے ساتھ سفر کے ذکر میں آتا ہے۔ کہ حضرت موسی پہلے دو مواقع کی طرح تیسرے موقعہ پر بھی سوال اٹھانے سے نہ رہ سکے تو اس عالم ربانی نے کہا۔ سَاُنَبِّئُکَ بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَیْهِ صَبْرًا (الکھف آیت ۷۹) جن امور پر تم صبر نہیں کر سکے میں تمہیں ان کی حقیقت سے آگاہ کرتا ہوں جب تینوں امور کی حقیقت بتا دی گئی تو فرمایا۔ ذٰلِکَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَیْهِ صَبْرًا (الکھف ۸۳) پہلے جملے میں لفظ تستطع استعمال ہوا ہے۔ جب واقعات کی تاویل بیان ہو گئی۔ تو سائل کی فطری کمزوری یعنی بے صبری اس پر ظاہر ہو گئی اس کیفیت کو لفظ تَسْتَطِعْ سے باب استفعال کی "ت" نکال کر یعنی تَسْطِعْ استعمال فرما کر گویا لفظ کی ترکیب ہی میں بیان کر دیا گیا۔
سورۃ الکھف ہی میں ایک سد یعنی روک اس کی بلندی مضبوطی اور مخالفوں کے اسے عبور کرنے یا اس میں نقب لگانے سے قاصر رہنے کا ذکر اس طرح آیا ہے : فَمَا اسْطَاعُوْا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا وہ اس پر چڑھ نہ سکے اور نہ اس میں نقب لگانے میں کامیاب ہوئے اس آیت کریمہ میں لفظ اِسْطَاعُوْا اور اِسْتَطَاعُوْا قابل توجہ ہے پہلے حصے میں مخالفین کے عاجز اور بے بس ہونے کا ذکر تھا۔ چنانچہ لفظ اِسْتَطَاعُوْا سے ت نکال کر انکی کمزوری اور بے بسی کی طرف اشارہ کیا گیا۔ دوسرے حصے میں ان کی کوششوں کے باوجود ناکام رہنے کا ذکر کیا۔ لہذا ت واپس لا کر اِسْتَطَاعُوْا استعمال کرتے ہوے ان کے طاقت کے بروئے کار لانے کی

طرف اشارہ کر دیا۔ اس طرح دونوں جگہوں پر لفظ کی ترکیب ہی میں واقعات کی کیفیت کو ظاہر کر دیا۔
اس لفظ کا ذکر اوپر بھی گزرا ہے عجیب بات ہے کہ وہاں پہلے مَا لَمْ تَسْتَطِعْ استعمال ہو ا تھا اور پھر مَالَمْ تَسْطِعْ یعنی ت کے بغیر لایا گیا۔ یہاں پہلے فَمَااسْطَاعُوْا ت کے بغیر استعمال ہوا ہے اور بعد میں وَمَا اسْتَطَاعُوْا ت کیساتھ لایا گیا ہے۔ جیسا کہ دونوں جگہ وضاحت کی گئی ہے الفاظ کے حروف میں یہ کمی بیشی محض صوتی تقاضے کے پیش نظر یا اتفاقی نہیں ہے بلکہ یہ تبدیلیاں پر حکمت ہیں۔ اور واقعاتی اور کیفیتی بیان اپنے اندر رکھتی ہیں۔
ایسی ہی ایک مثال حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت کے ذکر میں بھی ملتی ہے۔ فرمایا :۔
یٰبُنَیَّ اِنَّهَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَةٍ..... (القمان ۱۷)
اے میرے بیٹے بات یہ ہے کہ اگر ایک عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہو، پھر وہ کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں چھپا ہوا ہو تو اللہ اسے ظاہر کر دے گا۔
یہاں تَکُ اور تَکُنْ کا استعمال توجہ طلب ہے۔ مقدار کے لحاظ سے عمل کے کم یا خفیف ہونے کا ذکر مقصود تھا۔ اسے تَکُنْ کا ن ساقط کر کے بیان کیا گیا۔ دوبارہ اس لفظ کو لایا گیا تو فَتَکُنْ فرمایا گویا ن واپس آگیا۔
کیونکہ عمل کے خفیف تر ہونے کا مضمون پہلے بیان ہو چکا تھا۔ دوسری مرتبہ اپنی اصلی حالت میں لے آیا گیا۔
بعض اوقات ایک لفظ میں تخفیف سے مابعد لفظ کے مضمون کی تعظیم پیش نظر ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ کے ذکر میں آتا ہے
وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْهِ کَذِبُهٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ
اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا۔ اور اگر وہ سچا ہے تو اس کی بیان کردہ پیشگویوں کے مطابق تمہیں مصائب آلیں گے (المومن ۳۹)
یہاں اِنْ یَّکُنْ سے ن دونوں جگہ ساقط کیا گیا ہے۔ اس لفظی تخفیف سے مابعد لفظ کے مضمون کی عظمت کا بیان پیش نظر معلوم ہوتا ہے۔ یعنی یہ اگر جھوٹا ہے تو معمولی جھوٹا نہیں اور اگر سچا ہے تو بھی بہت بڑا سچا ہے۔ اس کی بات پوری ہو کر رہے گی۔ اور تمہارے لئے کوئی جائے فرار نہیں ہوگی۔ گویا اِنْ یَّکُ کَاذِبًا اور اِنْ یَّکُ صَادِقًا دونوں مقامات پر پہلے لفظ کو لفظی تخفیف کے ساتھ لایا گیا ۔ تاکہ مابعد الفاظ کا مضمون نمایاں ہو

الفاظ کی اندرونی ترکیب میں تغیر کے ذریعہ مضمون کا بیان :

تقوی پر مبنی اعمال کے ذکر میں اللہ تعالی فرماتا ہے۔

رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۔(التوبہ ۱۰۸)

ایسے لوگ ہیں جو خواہش رکھتے ہیں کہ پاک ہو جائیں۔ اور اللہ کامل پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ لفظ يَتَطَهَّرُوْنَ سے اسم فاعل (یعنی حالت میں) مُتَطَهِّرِيْنَ بنتا ہے مگر اس آیت کریمہ میں ت کو ط میں مدغم کر کے ط پر تشدید لائی گئی۔ یعنی اَلْمُتَطَهِّرِيْنَ کی بجائے اَلْمُطَّهِّرِيْنَ لایا گیا۔

ط کو مشدد استعمال فرما کر یہ مضمون باندھنا پیش نظر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا محبوب بننے کیلئے چاہت، ہمت اور کوشش سے اسکی رضاجوئی میں لگے رہنے کی ضرورت ہے۔

اس لفظی ترکیب کا لطیف پیرایا میں استعمال سورۃ توبہ میں بھی ملتا ہے فرمایا :۔

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الصَّدَقَاتِ (توبہ ۷۹)

یہ منافق ہی ہیں جو مومنوں میں سے خوشی سے بڑھ بڑھ کر صدقے دینے والوں پر طنز کرتے ہیں۔ یہاں بھی اَلْمُتَطَوِّعِيْنَ کی بجائے اَلْمُطَّوِّعِيْنَ یعنی باب تفعل کی فاء کلمہ کو مثقل استعمال کیا گیا ہے جس سے اس لفظ میں خوشی کے ساتھ ساتھ نیکی میں بڑھ بڑھ کر حصہ لینے کا مفہوم پیدا ہو گیا ہے۔

بعض الفاظ کا خاص انداز میں استعمال اور مخصوص کیفیت کی عکاسی :۔

قرآن مجید میں بعض اوقات الفاظ کا استعمال معمول سے ہٹ کر ہوتا ہے۔ اور یہ انداز مضمون کو نیا رنگ دے دیتا ہے۔ سورۃ مومنون میں ذکر آتا ہے کہ جب کسی جہنمی کو موت آتی ہے۔ تو پکار اٹھتا ہے رَبِّ ارْجِعُوْنِ اے میرے رب مجھے واپس لوٹا تاکہ مناسب حال عمل کر سکوں یہاں رب کی نسبت سے اِرْجِعْنِیْ ہونا چاہیے مگر یہاں اِرْجِعُوْنِ جمع کا صیغہ لا کر مرنے والے کے قلق واضطراب اور بار بار مہلت کی التجا کرنے والی کیفیت کو ظاہر کیا گیا ہے گویا مرنے والا کہتا ہے اے میرے رب مجھے لوٹادے، مجھے لوٹادے مجھے لوٹادے۔

ثِقل (بوجھ) سے باب تفاعل تَثَاقَلَ بنتا ہے قرآن مجید نے اِثَّاقَلَ 'ث' میں 'ت' کو داخل کر کے 'ث' مشدد استعمال فرمائی ہے۔ فرمایا۔

مَالَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ (توبہ ۳۸)
تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو تو تم بو جھل ہو کر زمین کی طرف گرے جاتے ہو تَثَاقَلْتُمْ کی بجائے اِثَّاقَلْتُمْ استعمال فرما کر لفظ کی بناوٹ میں ان کے گھر بار مال و متاع کے خیال کے ثقل کو ظاہر کر دیا گیا ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ یہ طوق اور بیڑیاں ہیں جن سے بو جھل ہوئے بیٹھے ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کی سعادت سے محروم ہو رہے ہو قرآن مجید میں صبر اور صلوٰۃ کے ذریعہ استعانت کی ہدایت دی گئی ہے مگر ساتھ ہی متنبہ فرمایا کہ یہ صلوٰۃ بہت ہی بو جھل اور گراں ہے سوائے ان لوگوں کے جو خشیت سے کام لینے والے ہوں۔ ان کی مزید صفت بیان فرمائی

اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (البقرہ ۴۷)
جو یقین رکھتے ہیں کہ اپنے رب سے ملنے والے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ظن کے معنی یہاں یقین کے ہیں مگر یقین کا لفظ یہاں نہیں لایا گیا۔ وجہ یہ ہے کہ یقین کے لفظ میں کسی قدر کبر اور بے جا خود اعتمادی کی بو پائی جاتی ہے جبکہ عباد الرحمٰن میں حد درجہ انکسار ہو تا ہے۔ اور وہ ہمیشہ خوف و طمع کے ساتھ خدا کے حضور جھکتے ہیں۔ لفظ یَظُنُّوْنَ میں اسی کیفیت کا بیان ہے۔

آخر میں اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ بے شک کلام الٰہی کو سمجھنا اس کے معارف و حقائق کے بحر بے کراں میں غوطہ زن ہونا کاملین ہی کا کام ہے تاہم اس مقدس کلام کو پڑھنا اور سمجھنے کی کوشش کرنا اور اس کے حسن و خوبی پر اطلاع پا کر اسکے ساتھ ذاتی وابستگی پیدا کرنا ہر مومن پر اللہ نے فرض ٹھہرایا ہے۔ اللہ جل شانہ کے حضور عاجزانہ التجا ہے کہ وہ ہمیں اپنی عبودیت میں قبول فرمالے۔ ہم کمزوروں کی طرف اپنی رحمت کا ہاتھ بڑھائے۔ اور گرتوں کو تھام لے اور محض اپنے فضل و عنایت سے توفیق بخشے کہ ہم ہمیشہ خوف و طمع کے ساتھ اس دنیا میں بھی اس کی لقاء کے جویاں ہوں اور آخرت میں بھی اس کے اس پر شفقت اور پیار بھرے فرمان کا مورد ہوں : اِرْجِعِىْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔

اٰمین یَا رَبَّ العَالَمِین

العبد : اَبُوْ لَوْذَع

فرہنگ

GLOSSARY

الفاظ	وضاحت
اسم ظاہر	اس لفظ کو کہتے ہیں جو کسی چیز، جگہ یا شخص کے نام کے طور پر استعمال ہو۔
اسم ضمیر	اس لفظ کو کہتے ہیں جو متکلم (یعنی بولنے والے)، مخاطب یا غائب کی جگہ بولا جائے۔ جیسے اَنَا اَنْتَ هُوَ۔ ضمیر کی جمع ضمائر ہوتی ہے۔
واحد	عربی میں واحد ایک کیلیے بولا جاتا ہے۔
تثنیہ	عربی میں تثنیہ دو افراد کیلیے بولا جاتا ہے۔
جمع	عربی میں جمع دو سے زیادہ افراد کیلیے بولا جاتا ہے۔
مادہ	عربی لفظ کے بنیادی اور اصلی حروف کو مادہ کہتے ہیں۔
مصدر	وہ اسم ہے جس سے دوسرے اسم اور فعل بنائے جائیں۔ جیسے :۔ نَصْرٌ۔ مدد کرنا، عِلْمٌ۔ جاننا، تَعْلِيْمٌ۔ سکھانا، اِسْتِغْفَارٌ۔ مغفرت طلب کرنا
اسم مشتق	وہ اسم جو مصدر سے نکلے۔ جیسے : عِلْمٌ مصدر ہے جس کے معنی ہیں جاننا : اس سے اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل، صفت مشبہ، اسم مبالغہ، اسم آلہ اسم ظرف : عَالِمٌ، مَعْلُوْمٌ، اَعْلَمُ، عَلِيْمٌ، عَلَّامَةٌ، یہ سب "اسماء مشتقہ" ہیں جو مصدر "عِلْمٌ" سے مشتق ہیں۔
اسم جامد	وہ اسم ہے جو نہ کسی سے نکلے اور نہ اس سے کوئی کلمہ نکلے۔ جیسے زَیْدٌ ۔ بَکْرٌ ۔ دَارٌ
منصرف	وہ اسم ہوتا ہے جس کے آخر میں تنوین اور فتحہ ضمہ کسرہ تینوں حرکات آسکتی ہوں۔
غیر منصرف	وہ اسم ہوتا ہے جس کے آخر میں تنوین اور کسرہ نہ آتی ہو جیسے اِبْرَاهِيْمُ ۔ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ۔ يُوْسُفُ مِنْ يُوْسُفَ

صیغہ	صیغہ کے لفظی معنی نوع اور اصل کے ہیں۔ اصطلاح میں صیغہ سے مراد ایک لفظ سے مخصوص شکل پر دوسرا لفظ بنانا ہے۔ کسی کلمہ کے صیغے یعنی اسکی نوعیت اور اصلیت معلوم کرنے کیلیے مندرجہ ذیل باتوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ ۱۔ وہ لفظ واحد کیلیے استعمال ہوا ہے تثنیہ کیلیے یا جمع کیلیے۔ ۲۔ وہ لفظ مؤنث ہے یا مذکر۔ ۳۔ غائب ہے مخاطب ہے یا متکلم ہے۔ ۴۔ فعل ہے یا اسم ہے جیسے فعل ماضی ہے مضارع ہے یا امر ہے۔ یا اسم فاعل ہے یا اسم مفعول ہے۔ ۵۔ ثلاثی مجرد ہے یا مزید ہے یا رباعی ہے۔ ۶۔ لفظ صحیح (یعنی اس میں کوئی حرف علت نہیں) ہے یا معتل ہے یعنی اس میں حرف علت استعمال ہوا ہے۔ ۷۔ کس باب سے ہے۔
مضارع	مضارع کے لفظی معنی مشابہ کے ہیں اور اسے مضارع نام اس لئے دیا گیا ہے کہ یہ اعراب کے قبول کرنے میں اسم کے مشابہ ہے۔ جبکہ دیگر افعال مبنی ہیں اور اعراب قبول نہیں کرتے۔
وزن	وزن کرنے کا معنی یہ ہے کہ ف ع ل (فعل) کو علی الترتیب کسی کلمہ کے اصلی حروف کے مقابل رکھا جائے ۔ جو حرف "ف" کے مقابل آئے اسے "فاء" کلمہ جو حرف "ع" کے مقابل آئے اسے "عین" کلمہ اور جو حرف "ل" کے مقابل آئے اسے "لام" کلمہ کہیں گے۔ جیسے عِلْمٌ کا وزن فِعْلٌ ہے کِتَابٌ کا وزن فِعَالٌ اور زَمَانٌ کا وزن فَعَالٌ ہے۔ ف ع ل کو وزن یا میزان کہتے ہیں اور جس کلمہ کا وزن کیا جائے اسے موزون کہتے ہیں۔ مثلاً مذکورہ مثال میں کِتَابٌ موزون ہے۔
جحد	جحد کے لفظی معنی انکار کے ہیں۔ فعل مضارع سے پہلے لَمْ لانے سے یہ فعل جحد بن جاتا ہے۔ ماضی منفی کے معنی دیتا ہے اور اس کی نفی میں زور ہوتا ہے۔ جیسے اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ کیا انکے منصوبے کو باطل نہیں کر دیا۔ لَمْ يَلِدْ ۔ اس نے نہیں جنا۔

نہی	نَھٰی یَنْھٰی کے معنی روکنے اور منع کرنے کے ہیں۔ فعل مضارع سے پہلے لَا لانے اور مابعد فعل کو مجزوم بنانے سے فعل نہی بنتا ہے۔ جیسے لَا تَکْفُرْ۔ تم کفر مت کرو، فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰی اَنْ تَعْدِلُوْا(النساء ۱۳۶) لہذا تم خواہش کی پیروی نہ کیا کرو تا عدل کر سکو۔
مجزوم	جَزَمَ۔ یَجْزِمُ کے لغوی معنے کاٹنے کے ہیں۔ فعل مضارع کاآخری حرف ساکن ہونے ،آخر حرف علت ہو تواس کے ساقط ہونے اور بعض صیغوں کے آخری "ن" کے ساقط ہو جانے سے فعل مضارع مجزوم ہو جاتا ہے جیسے یَجْعَلُ وہ بناتا ہے۔ لَمْ یَجْعَلْ اس نے نہیں بنایا تَرٰی تم دیکھتے ہو۔ لَمْ تَرَ تم نے نہیں دیکھا۔ تَقْرَبَانِ تم دونوں قریب ہوتے ہو لَا تَقْرَبَا تم دونوں قریب مت جاؤ۔ لَمْ،لَا وغیرہ کلمات جو فعل مضارع پر داخل ہو کر اسے جزم دیتے ہیں انہیں جوازم یا عوامل جازمہ کہتے ہیں۔
باب	ایک مصدر سے جو فعل یا اسم نکلتے ہیں۔ مثلاً فعل ماضی، فعل مضارع، فعل امر، اسم فاعل، اسم مفعول ان کی تصریف یا صیغے جو ایک خاص شکل میں مترتب ہوتے ہیں ان کے مجموعے کو باب کہتے ہیں۔
تصریف	اس کے لفظی معنے پھیرنے کے ہیں۔ اصطلاحاً اس سے مراد ایک مصدر کو خاص طریق پر واحد، تثنیہ، جمع مذکر، مؤنث، غائب حاضر اور متکلم کے لحاظ سے مختلف شکلیں دینا ہے۔
باب ثلاثی مجرد	ثلاثی سے مراد ہے تین حروف والا اور مجرد کے معنی اکیلے کے ہیں۔ ثلاثی مجرد وہ باب ہے جس کے فعل ماضی، مضارع اور دیگر مشتقات میں صرف تین حروف استعمال ہوتے ہیں تاہم مختلف صیغوں کی مناسبت سے ان میں بعض حروف کا اضافہ ہوتا ہے جیسے نَصَرَ سے نَصَرْتُ۔ تَنْصُرُوْنَ تَنْصُرِیْنَ۔
فعل معروف	معروف کے معنی معلوم کے ہیں۔ فعل معروف اس کو کہتے ہیں جس کا فاعل یعنی کرنیوالا معلوم ہو۔ نَصَرُوْا انہوں نے مدد کی۔ "انہوں" سے مراد کون لوگ ہیں یہ بات معلوم یعنی Understood ہے۔ اس لیے یہ فعل معروف ہے۔
فعل مجہول	مجہول کے معنے نامعلوم کے ہیں اور فعل مجہول اس فعل کو کہتے ہیں جس کے فاعل یعنی کرنے والے کا ذکر نہ ہو جیسے قُتِلُوْا انہیں قتل کیا گیا۔ کس نے قتل کیا اس کا ذکر نہیں ہے۔

فعل امر	اس سے مراد وہ فعل ہے جس میں طلب یعنی کسی فعل کے بجالانے کا مطالبہ ہو۔ جیسے أُنْصُرُوْا تم مدد کرو۔ لِيَنْصُرُوْا انہیں چاہیے کہ وہ مدد کریں۔
اسم فاعل	فاعل کے معنے ہیں کرنیوالا۔ کسی فعل کے کرنیوالے کو اس فعل کی نسبت سے جو نام دیا جائے اسے اسم فاعل کہتے ہیں۔ جیسے: كَتَبَ يَكْتُبُ كِتَابَةً کے معنی ہیں لکھنا۔ اس سے اسم فاعل بنے گا كَاتِبٌ لکھنے کا کام کرنیوالا۔ يُكْرِمُ سے مُكْرِمٌ عزت دینے والا۔
اسم تفضیل	ایسا اسم جس میں کسی کی فضیلت و برتری کا اظہار ہو۔ ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل مذکر کیلیے اَفْعَلُ کے وزن پر اور مؤنث کیلیے فُعْلٰی کے وزن پر بنتا ہے۔ جیسے اَكْبَرُ، كُبْرٰی۔ اسکی تصریف بھی ہوتی ہے اَرْذَلُ سے اَرْذَلَانِ، اَرْذَلُوْنَ تاہم جب موازنہ و مقابلہ پیش نظر ہو تو مذکر مؤنث واحد جمع سب کیلیے اَفْعَلُ کا وزن استعمال ہوتا ہے۔ ءَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ (البقرہ ۱۴۱) کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ
اسم مبالغہ	عربی میں مبالغہ سے مراد کسی مفہوم کی ادائیگی میں وسعت، تاکید اور انتہا ہوتا ہے اسم مبالغہ ثلاثی مجرد سے بنتا ہے۔ اور اسکے متعدد اوزان ہیں۔ مثلاً فَعَّالٌ جیسے عَلَّامٌ، وَهَّابٌ بہت جاننے، بہت نوازنے والا۔ فَعُوْلٌ جیسے غَفُوْرٌ بہت بخشنے والا۔ شَكُوْرٌ، وَدُوْدٌ
اسم مفعول	جس چیز پر کوئی فعل صادر ہوا ہو اسے مفعول کہتے ہیں۔ مگر اسم مفعول سے مراد ایسا نام ہے جس میں مفعولیت یعنی مذکورہ فعل کے اس پر صادر ہونے کا مفہوم ہو۔ جیسے كَتَبَ يَكْتُبُ سے مَكْتُوْبٌ وہ چیز جس پر لکھنے کا عمل ہو۔ اَكْرَمَ يُكْرِمُ سے مُكْرَمٌ جس کی تکریم کی جاتی ہو۔ یاد رہے کہ فاعل، مفعول اور اسم فاعل، اسم مفعول دو مختلف اصطلاحیں ہیں۔

صفت مشبہ	یہ اسم بنیادی معنوں میں اسم فاعل سے مشابہ ہوتا ہے اس لئے اسے الصِّفَةُ الْمُشَبَّهَةُ بِاسْمِ الْفَاعِلِ کہتے ہیں۔ یہ ثلاثی مجرد سے فَعِيْلٌ کے وزن پر آتا ہے۔ عَزِيْزٌ۔ كَرِيْمٌ۔ معنوں کے لحاظ سے اسم فاعل اور صفت مشبہ میں کچھ فرق ہوتا ہے۔ اسم فاعل میں حدوث کا یعنی وقتی مناسبت سے ماضی حال یا مستقبل میں فعل کے ہونے کا مفہوم نمایاں ہوتا ہے اور صفت مشبہ میں ثبوت کا مفہوم نمایاں ہوتا ہے یعنی صفت مشبہ ایسے وصف کو بتاتا ہے جو بڑی حد تک موصوف میں قائم ودائم رہنے والا ہو۔ مثلا: قَادِرٌ خاص خاص موقع پر نمایاں طور پر قدرت کا اظہار کرنے والا۔ قَدِيْرٌ مستقل طور پر قدرتوں کا مالک۔
جمع سالم	وہ جمع جس میں واحد کے صیغے کی شکل قائم رہتی ہے اور اسی حالت میں ا،ت یا و،ن کے اضافے سے جمع مؤنث یا جمع مذکر بناتے ہیں۔ جیسے نَاصِرٌ سے نَاصِرُوْنَ۔ مُؤْمِنَةٌ سے مُؤْمِنَاتٌ۔ مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ۔
جمع تکسیر	واحد سے جمع بناتے ہوئے واحد کی شکل یکسر بدل جائے تو اسے جمع تکسیر کہتے ہیں۔ جیسے كَافِرٌ سے كُفَّارٌ۔ قَاعِدَةٌ سے قَوَاعِدُ
صرف	صرف کے لفظی معنے پھیرنے کے ہیں۔ کسی مادے سے مخصوص طریق پر مختلف الفاظ بنانے اور ان الفاظ کے احوال سے واقفیت کے طریق کو صرف کہتے ہیں۔
اسم ظرف	ظرف کے معنی جگہ کے ہیں۔ اسم ظرف ثلاثی مجرد کے ابواب سے مَفْعَلٌ یا مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے مَقْتَلٌ قتل کی جگہ۔ مَنْزِلٌ اترنے کی جگہ۔ ابواب ثلاثی مزید سے اسم ظرف اس کے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے۔ مُسْتَقَرٌّ۔ قرار گاہ۔

اسم آلہ	آلہ کے معنی ذریعہ کے ہیں۔اسم آلہ صرف ثلاثی مجرد سے بنتا ہے اس کے تین اوزان ہیں۔ جن میں ایک "مِفْعَالٌ" زیادہ مستعمل ہے جیسے مِفْتَاحٌ کھولنے کا آلہ۔
نحو	اس کے معنی طرف یا کنارے کے ہیں۔اصطلاح میں نحو عربی قواعد کے اس حصے کو کہتے ہیں جس میں اسم ، فعل اور حرف کو باہم ترتیب دینے اور ان کے آخری حالات کے متعلق بحث ہوتی ہے۔
حرف	یہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ا۔ حروف تہجی ۲۔ حروف معانی جیسے مِنْ ، فِیْ ، عَنْ ، بِ ، لِ ، هَلْ وغیرہ انہیں حروف معانی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ معنی اور مفہوم پر دلالت کرتے ہیں۔
اعراب	کلمہ جس کا آخر مختلف عوامل کے آنے سے بدلتا رہے اس کی آخری حالت کو اعراب کہتے ہیں۔اور ایسا کلمہ خود معرب کہلاتا ہے۔
اعراب ظاہری	کلمہ کے آخر میں عامل کا اثر ظاہری ہو تو آخر میں فتحہ ،ضمہ ،کسرہ آئیگی فتحہ ضمہ کسرہ بالترتیب نصب ،رفع اور جر کی علامت ہیں۔ فعل مضارع صیغہ واحد میں آخر میں سکون آئیگا اور یہ جزم کی علامت ہو گی۔اگر فعل مضارع کے آخر میں حرف علت (ا،و،ی) ہو تو جزم کی صورت میں حرف علت ساقط ہو جاتا ہے اور یہی جزم کی علامت ہوتی ہے۔
اعراب تقدیری	اعراب تقدیری سے مراد یہ ہے کہ عامل کا اثر تو موجود ہو مگر ظاہراً دکھائی نہ دے مثلاً : جَآءَ تْهُ الْبُشْرٰی میں لفظ بُشْرٰی فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور رفع کی اصل علامت ضمہ ہے۔ مگر یہ لفظ بناوٹ کے لحاظ سے ایسا ہے کہ اس پر ضمہ نہیں آسکتا یعنی اعراب ظاہری نہیں آسکتا اس لئے کہتے ہیں کہ یہاں اعراب تقدیری ہے.

بناء	کسی کلمہ پر اگر عامل اثرانداز نہ ہو تو اس کلمہ کی آخری حالت کو اعراب کی بجائے بناء کہتے ہیں۔ ایسا کلمہ خود مبنی کہلاتا ہے اور اس کی آخری حرکت فتحہ، ضمہ، کسرہ کے اعتبار سے اس کلمہ کو مبنی بر فتحہ، مبنی بر ضمہ یا مبنی بر کسرہ کہتے ہیں۔
مرکب	دو یا دو سے زیادہ کلمات کے مجموعے کو مرکب کہتے ہیں۔
مرکب ناقص	کلمات کا ایسا مجموعہ جس سے کوئی خبر نہ ملے بلکہ مزید کسی چیز کے سننے کا انتظار رہے۔ مثلاً کِتَابُ زَیْدٍ یا کِتَابٌ جَدِیْدٌ
مرکب اضافی	اضافت کے لفظی معنے نسبت دینے کے ہیں۔ مرکب اضافی سے مراد ایسا مرکب ہے جس میں ایک چیز کو دوسری کی طرف نسبت دی جائے۔ جیسے عَبْدُاللّٰہِ۔ اللہ کا بندہ۔
مرکب توصیفی	توصیف کے معنی وصف بیان کرنے کے ہیں اور مرکب توصیفی سے مراد ایسا مرکب ہے جس میں ایک کلمہ دوسرے کی صفت بیان کرے۔ جس کلمہ کی صفت بیان کی جائے اسے موصوف کہتے ہیں۔ جیسے الشَّیْطَانُ الرَّجِیْمُ۔ دھتکارا ہوا شیطان۔
اسم نکرہ	نکرہ کے لفظی معنی غیر معروف کے ہیں۔ اسم نکرہ اُس اسم کو کہتے ہیں جس سے معین وخاص چیز ذہن میں نہ آئے بلکہ چیز عام ہو جیسے قَلَمٌ۔ اِنْسَانٌ کوئی سا قلم۔ کوئی سا انسان۔
اسم معرفہ	معرفہ کے معنی جاننے کے ہیں۔ اسم معرفہ سے مراد ایسا اسم ہے جس سے معین چیز ذہن میں آئے۔ اَلْاِنْسَانُ ۔ مُحَمَّدٌ۔

مرکب مفید	ایسا مرکب جس سے سننے والے کو کوئی خبر حاصل ہو۔ مرکب مفید کو جملہ بھی کہتے ہیں۔ جملہ اسمیہ :۔ وہ مرکب مفید جس کی ابتدا اسم سے ہو پہلے اسم کو مبتدا کہتے ہیں اور دوسرے کو خبر۔ اَللّٰہُ خَبِیْرٌ اللہ مبتدا ہے اور خَبِیْرٌ اس کے بارہ میں خبر ہے۔ جملہ فعلیہ :۔ اُس مرکب مفید کو کہتے ہیں جو فعل سے شروع ہو۔ جیسے جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ اللہ کی مدد آگئی
فعل لازم	وہ فعل ہے جو صرف اپنے فاعل کو چاہتا ہے اور بات پوری ہو جاتی ہے۔ اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ۔ (النحل ۲) اللہ کا حکم آیا ہی چاہتا ہے۔
فعل متعدی	متعدی اس چیز کو کہتے ہیں جو ایک سے دوسرے کو لگ جائے۔ اور فعل متعدی وہ فعل ہے جس کا اثر فاعل (اس فعل کے کرنے والے) سے ہوتا ہوا مفعول (جس چیز پر وہ فعل واقع ہو رہا ہو) تک جائے، مختصراً یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ فعل متعدی وہ فعل ہے جو اپنے ساتھ مفعول کا بھی تقاضا کرتا ہے۔ نَصَرَ زَیْدٌ بَکْرًا میں :۔ زَیْدٌ فاعل ہے اور بَکْرًا مفعول ہے جس پر نَصَرَ کا فعل واقع ہوا ہے۔
ثلاثی مزید	مزید کا مطلب ہے زیادہ کرنا۔ ثلاثی مزید سے مراد یہ ہے کہ باب ثلاثی مجرد کے فعل ماضی کے پہلے صیغے میں ایک یا کچھ حروف کا اضافہ کیا جائے ۔ مثلاً ذَھَبَ وہ گیا۔ اس کے شروع میں ھمزہ زائد کریں تو اَذْھَبَ بن جائے گا جس کا مطلب ہے وہ لے گیا اس کا مضارع بنے گا یُذْھِبُ اور مصدر ہوگا اِذْھَابٌ لے جانا۔ اسم فاعل بنے گا مُذْھِبٌ اور اسم مفعول بنے گا مُذْھَبٌ ۔ فعل ماضی، فعل مضارع، فعل امر، اسم فاعل ۔ اسم مفعول وغیرہ کے مخصوص طریق پر صیغے بنتے جائیں گے اور یہ تمام کے تمام مل کر باب بنائیں گے۔ جو اِذْھَابٌ مصدر کے وزن پر باب "اِفْعَال" کہلائے گا۔ یہ ثلاثی مزید کے بارہ ابواب میں سے ایک باب ہے۔

نائب فاعل	فعل کے بعد فاعل آتا ہے جو اعراب کے لحاظ سے مرفوع ہوتا ہے۔ اگر فعل متعدی ہو تو فاعل کے بعد مفعول بھی آئے گا جو اعراب کے لحاظ سے منصوب ہوگا۔ جیسے :۔ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً (النحل ۱۱۳) اللہ تعالیٰ (ایک بستی کا) حال بیان کرتا ہے یہاں اللہ فاعل اور مثلاً مفعول ہے۔ مگر کبھی فعل مجہول استعمال ہو جاتا ہے جس میں فاعل کا ذکر نہیں ہوتا۔ اس میں مفعول فاعل کی جگہ لیکر منصوب کی بجائے فاعل کی طرح مرفوع ہو جاتا ہے اس لئے اسے نائب فاعل کہتے ہیں۔ جیسے :۔ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلاً (الزخرف ۵۸) جب ابن مریم کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے . . . . یہاں ابْنُ نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو گیا۔
حرف علت	لفظ علت علیل سے ہے جس کے معنی بیمار کے ہیں ا ،و ،ی کو حروف علت کہتے ہیں۔ اس لئے کہ کبھی تو یہ کسی عامل کے آنے سے ساقط ہو جاتے ہیں جیسے تَرٰی سے لَمْ تَرَ اور کبھی یہ ماقبل مخالف حرکت کے مطابق اپنے وجود کو بدل لیتے ہیں۔ جیسے :۔ بَیَعَ سے بَاعَ ۔قَوَلَ سے قَالَ۔ ی اور و ماقبل فتحہ کی وجہ سے " ا " بن گئے۔
معتل	جس کلمہ کے حروف اصلی میں حرف علت ہو اسے معتل کہتے ہیں اور حسب قاعدہ حرف علت کی تبدیلی کو تعلیل کہتے ہیں۔

اسم موصول	موصول کے لفظی معنی ملائے جانے کے ہیں۔اسم موصول کو موصول اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اپنے بعد ایک جملے کا تقاضا کرتا ہے جو اس کے ساتھ مل کر معنی دیتا ہے۔اسے صلہ کہتے ہیں۔ جیسے : الَّذِیْ خَلَقَکَ میں الَّذِیْ اسم موصول ہے اور جملہ خَلَقَکَ صلہ
جارّ	جار کا مطلب ہے جرّ دینے والا۔ جر کی علامت کسرہ ہوتی ہے جر والے لفظ کو مجرور کہتے ہیں۔ جرّ صرف اسم پر آتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ لفظ اللہ کے ساتھ " ل" آیا ہے جو حرف جار ہے اسی لیے "اللّٰہِ" مجرور ہے۔
صلہ	اسم موصول کے صلہ کے علاوہ حروف جارہ بھی صلہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ بعض افعال کے بعد ان کا مفعول براہ راست نہیں آتا بلکہ ان کے مفعول سے پہلے حرف جار آتا ہے جو صلہ کہلاتا ہے جیسے : مَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاھِیْمَ ابراہیم کے دین سے کون اعراض کر سکتا ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ ان دونوں مثالوں میں عَنْ اور بِ صلہ ہیں۔
افعال ناقصہ	وہ فعل ہیں جو صرف اپنے مرفوع کے ساتھ پورا مفہوم ادا نہیں کرتے بلکہ مرفوع کے ساتھ ایک منصوب کی بھی ضرورت رہتی ہے۔ اس کے مرفوع کو اسکا اسم اور منصوب کو خبر کہتے ہیں۔ جیسے : کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا۔ میں اللّٰہُ، کان کا اسم ہے اور غَفُوْرًا کان کی خبر۔
عامل ناصب	نصب دینے والے کو ناصب کہتے ہیں ۔ نصب کی ظاہری علامت فتحہ ہوتی ہے اور نصب والا لفظ منصوب کہلاتا ہے۔
عامل جازم	یعنی جزم دینے والا عامل۔ جزم کی ظاہری علامت سکون ہوتی ہے۔ اور جزم والا لفظ مجزوم کہلاتا ہے۔ جزم صرف فعل مضارع پر آتی ہے۔
نون اعرابی	فعل مضارع میں تثنیہ اور جمع مذکر کے صیغوں میں آخری نون، نون اعرابی کہلاتا ہے جیسے : تَنْصُرَانِ تَنْصُرِیْنَ یَنْصُرُوْنَ میں، اسے نون اعرابی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اعراب "رَفع" کی علامت ہوتا ہے۔

عطف	عطف کے لفظی معنی موڑنے کے ہیں حروف "و، ف، ثم، او" اپنے مابعد کا اپنے ماقبل سے تعلق ظاہر کرتے ہیں لہذا یہ حروف عاطفہ کہلاتے ہیں اور انکا ماقبل معطوف علیہ کہلاتا ہے۔ ۱۔ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ، ۲۔ قُمْ فَاَنْذِرْ ۳۔ بَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ، ۴۔ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى اَوْ يَذَّكَّرُ مثال ۱ میں الْقَمَرُ عطف "و" عاطفہ اور الشَّمْسُ معطوف علیہ ہے۔ مثال ۲ میں اَنْذِرْ عطف "ف" عاطفہ اور قُمْ معطوف علیہ ہے۔ مثال ۳ میں اَدْبَرَ عطف "ثُمَّ" عاطفہ اور بَسَرَ معطوف علیہ ہے۔ مثال ۴ میں يَذَّكَّرُ عطف "او" عاطفہ اور يَزَّكّٰى معطوف علیہ ہے۔
تابع	تابع اس لفظ کو کہتے ہیں جس کا اعراب ایک جہت سے سابق اسم کے موافق ہو۔ سابق اسم کو متبوع کہتے ہیں۔ ۱۔ صفت کے لحاظ سے تابع۔ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ۔ مُؤْمِنَةٍ۔ رَقَبَةٍ کی صفت ہے اس لیے اعراب میں اس کا تابع ہے۔ ۲۔ عطف کے لحاظ سے تابع۔ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ اَلْفَتْحُ "و" کے ذریعہ نَصْرُ پر عطف ہو رہا ہے اس لیے اعراب میں اس کا تابع ہے۔ ۳۔ تاکید کے لحاظ سے تابع۔ دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا دوسرا دَكًّا پہلے کی تاکید کر رہا ہے اس لیے اعراب میں اس کا تابع ہے ۴۔ بدل کے لحاظ سے تابع۔ اِهْدِ نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ صِرَاطَ۔ الصِّرَاطَ کا بدل ہے اس لیے اعراب میں اس کا تابع ہے ۵۔ عطف بیان کے لحاظ سے تابع۔ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ۔ اَلْبَيْتَ الْحَرَامَ۔ اَلْكَعْبَه کی وضاحت ہے اس لیے اعراب میں اس کا تابع ہے۔

ایک مسنون دعا

الاسماء الحسنے کے واسطے سے ''قرآن'' دل کی بہار اور سینے کا نور بن جانے کیلیے دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ، اِبْنُ عَبْدِکَ، اِبْنُ اَمَتِکَ، نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ، مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَاءُکَ اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ هُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِکَ اَوِا سْتَأْ ثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَجَلَاءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ ۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ا بروایت ابن مسعود)

اے اللہ! میں تیرا غلام، تیرے غلام کا بیٹا اور تیری لونڈی کا بیٹا ہوں۔ میری چوٹی (پیشانی کے بال) تیرے ہاتھ میں ہے۔ مجھ پر تیرا حکم جاری ہے۔ میرے بارے میں تیرا فیصلہ حق ہے۔ میں تجھ سے تیرے ہر اس نام کے واسطے سے جو تیرا ہے، جس سے تو نے اپنے آپ کو موسوم کیا ہے یا جسے تو نے اپنی کتاب میں اُتارا ہے یا جسے تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا جسے تو نے اپنے پاس گوشۂ غیب میں محفوظ رکھا ہے، یہ درخواست کرتا ہوں کہ تو قرآن مجید کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور اور میرے فکرو پریشانی کا علاج بنا دے۔ (امین)

کمپوزنگ۔ ابیکس کمپیوٹر ڈیزائنرز ناصر آباد غربی ربوہ فون نمبر 920

عربی کی تعلیم کے بدوں قرآن کریم کا مزا نہیں آتا

(المسیح موعود)

عربی کی اصل غرض الٰہیات کی خدمت ہے جیسا کہ انسان کے وجود کی اصل غرض معرفت باری تعالیٰ ہے۔

(المسیح الموعود)